صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ 4 جون 2021ء بمطابق 23 شوال 1442 ہجری صبح گیارہ بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی، مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ○ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَه○ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ○ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔

(ترجمہ): اور آپ جہاں کہیں سے نکلیں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کیا کریں۔ اور تم بھی جہاں کہیں ہو تو اپنا منہ اس کی طرف کیا کرو تاکہ لوگوں کو تم پر کوئی الزام نہ رہے۔ مگر ان میں سے جو ہٹ دھرم ہیں تم بھی ان سے نہ ڈرو اور ہم سے ڈرتے رہا کرو۔ اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم راہ پاؤ۔ جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمِ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

نشانزدہ سوالات اوران کے جوابات

Mr. Speaker: 'Questions` Hour': Ms. Nighat Yasmeen Orakzai, Question No. 11374, lapsed. Janab Siraj uddin Sahib, Question No. 11588, lapsed. Ms. Humaira Khatoon Sahiba, Question No. 11553.

* 11553 _ محترمہ حمیرا خاتون: کیا وزیر زکواۃ وعشر ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ بھر میں کل کتنی لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے، مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی ضلع وار تعداد کیا ہے، نیز گزشتہ دو سالوں کے دوران زکواۃ سے مستفید ہونے والے مستحقین کی ضلع وار تعداد کیا ہے؛

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران زکوٰۃ فنڈز سے صوبہ بھر میں جن نادار اور مستحق مریضوں کے ساتھ علاج معالجہ کی صورت میں تعاون کیا گیا ہے، ان کی ضلع وار تعداد اور مریضوں کو ادا شدہ رقوم کی ضلع وار مالیت کیا ہے، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب انور زیب خان (وزیر زکوٰۃ وعشر): (الف) جی ہاں، محکمہ زکواۃ وعشر نے گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ بھر کے کل 04ہزار 396 مقامی زکواۃ کمیٹیوں میں سے 44ہزار 352 مقامی زکواۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل مکمل کیا ہے، مقامی زکواۃ کمیٹیوں کی ضلع وار تعداد ایوان کو فراہم کی گئی، مزید یہ کہ سال 2018-19ء میں صرف صحت کی مد میں زکواۃ فنڈ کی تقسیم ہوئی ہے جبکہ سال 2019-20ء کے دوران زکواۃ فنڈز سے مستفید ہونے والے مستحقین کی ضلع وار تعداد بھی ایوان کو فراہم کی گئی۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران زکواۃ فنڈز سے صوبہ بھر میں جن نادار اور مستحق مریضوں کے ساتھ علاج و معالجہ کی صورت میں تعاون کیا گیا ہے، ان کی ضلع وار تعداد اور مریضوں کو ادا شدہ رقوم کی ضلع وار مالیت کی تفصیل بھی ایوان کو فراہم کی گئی۔

جناب سپیکر: جی حمیرا خاتون!

محترمہ حمیرا خاتون: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میرا سوال محکمہ زکواۃ وعشر کے متعلق تھا، مجھے جو جواب دیا گیا، اس میں کہا گیا ہے کہ 2018-19ء میں جو ہے، وہ صرف صحت کے۔۔۔۔

جناب سپیکر: شفیع اللہ صاحب! آپ یا انور زیب صاحب جواب دینگے، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ادھر ہونگے، ان میں سے کسی سے رابطہ کریں، اگر نہیں کیا تو کر لیں، وزیر زادہ صاحب بھی موجود ہے۔ جی حمیرا خاتون صاحبہ۔

محترمہ حمیرا خاتون: جناب سپیکر صاحب، آپ کی بار بار رولنگ کے باوجود بھی اگر وزراء ٹائم پہ نہ آئیں اور جواب متعلقہ محکمے کے منسٹر صاحب نہ دیں تو میرے خیال میں اس سے بڑا فرق پڑتا ہے۔ میرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ 19-2018ء میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ صحت کی مد میں زکوٰۃ کی رقم استعمال ہوئی ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ زکوٰۃ کی اپنی فکس مدات ہوتی ہیں، جیسا کہ قرآن میں زکوٰۃ کی مدات اور اس کے استعمال کا جو حکم ہے، اسی میں آتی ہیں اور وہ اسی میں استعمال ہوتی ہے۔ آیا زکوٰۃ کی مد میں صحت کے علاوہ کوئی اور فنڈ آیا ہی نہیں یا دوسرے مصارف میں استعمال نہیں ہوا، صرف صحت کی مد میں آیا، یہ ممکن نہیں کہ دوسرے مصارف میں فنڈ آیا ہے، وہ کیوں استعمال نہیں ہوا یا اس کے استعمال کا طریقہ کار کیا ہے؟

Mr. Speaker: Ji, Inayatullah Khan Sahib, supplementary, please.

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر صاحب، شکریہ میں آپ کی وساطت سے جناب منسٹر صاحب کی توجہ ضلع اپر دیر میں ایک سکینڈل کی طرف دلانا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں اور وہ اس سے Related ہے، وہ اس پہ انکوائری کریں۔ اپر دیر کے اندر واڑی تحصیل میں گوگیال ایک ویلج کونسل ہے، وہاں سے سوشل میڈیا پہ کلپس اور خبریں ہیں، وہاں مستحقین نے پریس کانفرنسز کی ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اور ہمارے نام سے جو چیکس کیش ہوئے ہیں وہ ہمیں نہیں ملے۔ اس کے علاوہ مدرسوں کے نام پہ جو پیسے ہیں، آئمہ مساجد کے نام پہ جو پیسے ہیں، انہوں نے بھی بات کی ہے کہ ہمیں وہ پیسے نہیں ملے۔ یہ تقریباً کوئی 58 لاکھ روپے مالیت کے پیسے بنتے ہیں، ایک زکوٰۃ کمیٹی کا، خدشہ یہ ہے کہ یہ تعداد کروڑوں میں ہے لیکن سر دست جن کی Complaints موجود ہیں، جنہوں نے سوشل میڈیا کے اوپر Complaints بھی کیں، جنہوں نے باقاعدہ ڈی سی کے پاس بھی Complaints کی ہیں، میں چاہونگا کہ منسٹر صاحب اس پہ ایک ایسی انکوائری کمیٹی بنادیں جو اس کیس کی Inquire کرے اور جو Findings ہوں، وہ پھر اسمبلی کے اندر پیش کریں، منسٹر صاحب میرا خیال ہے کہ وہ خود اچھے آدمی ہیں، Honest آدمی ہیں، میں امید رکھتا ہوں کہ وہ انکوائری کر کے اس کی Findings اسمبلی میں پیش کریں، اس پہ ایکشن بھی لیں۔

Mr. Speaker: Anwar Zeb Khan Sahib, please respond.

جناب انور زیب خان (وزیر زکوٰۃ و عشر): شکریہ جناب سپیکر صاحب، محترمہ ممبر صاحبہ نے جو کوئسچن کیا ہے، جی ہاں، محکمہ زکوٰۃ و عشر نے گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبے میں کل چار ہزار 396 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں میں سے چار ہزار 352 مقامی زکواۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل مکمل کیا ہے، مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی ضلع وار تعداد ضمیمہ (الف) پر پیش خدمت ہے، مزید یہ کہ سال 2018-19ء میں صرف صحت کی مد میں زکواۃ فنڈ کی تقسیم ہوئی ہے جبکہ سال 2019-20ء کے دوران زکوٰۃ فنڈز سے مستفید ہونے والے مستحقین کی ضلع وار تعداد ایوان کو فراہم کی گئی۔ گزشتہ دو سالوں کے دوران زکوٰۃ فنڈز سے صوبہ بھر میں جن نادار اور مستحق مریضوں کے ساتھ علاج و معالجہ کی صورت میں تعاون کیا گیا ہے، ان کی ضلع وار تعداد اور مریضوں کی تعداد اداشدہ رقوم کی ضلع وار مالیت کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔ جناب سپیکر صاحب، عنایت اللہ صاحب کا جو سوال ہے، یہ مجھے بھی اسی طرح کی انفارمیشن ملی ہے، میں ثبوت اکٹھا کر رہا ہوں، مہمند میں بھی اسی طرح کا واقعہ ہوا ہے، اس پہ ہم انکوائری کر رہے ہیں، دیر اپر میں جو ہوا ہے، اسی پہ بھی ہم نے انکوائری بنائی ہے، میری طرف سے تمام ممبران سے درخواست ہے، اس میں کوئی شک نہیں، زکوٰۃ ڈیپارٹمنٹ کی تقسیم پر میرے بھی تحفظات ہیں، اس لئے میں اسمبلی کے فلور پہ امنڈمنٹ لانا چاہتا ہوں، اس لئے میرے تمام اپوزیشن ممبران سے خواہ وہ ہماری حکومتی بنچز سے تعلق رکھتے ہیں، اس کے لئے وہ ہمیں اپنی Proposals لادیں، جتنے بھی ممبران ہیں تاکہ ہم صحیح طریقے سے اس ڈیپارٹمنٹ اور اس ایکٹ میں امنڈمنٹ لا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، حمیرا خاتون صاحبہ۔

محترمہ حمیرا خاتون: جناب سپیکر صاحب، میرے خیال میں منسٹر صاحب نے، جو پورا جواب مجھے یہاں پہ دیا گیا، وہی Reading اس کی ہے، میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ صحت کی مد میں جو پیسے استعمال ہوئے، دیکھیں آپ کو اور ہم سب کو پتہ ہے کہ زکوٰۃ کے اپنے مصارف ہوتے ہیں، کیا ان کے پاس صرف صحت کے مصرف میں پیسے جمع ہوئے تھے وہی استعمال ہوئے، باقی مصارف میں پیسے آئے ہی نہیں؟ اگر نہیں آئے تو یہ تشویش کی بات ہے، اگر گورنمنٹ اس کے لئے پیسے مختص کرتی ہے تو انہوں نے صرف ایک صحت کے شعبے کو لیا ہے، تعلیم کے لحاظ سے یا جہیز کے لحاظ سے بہت سارے مصارف ہیں، اس لحاظ سے

کیوں اس میں پیسے خرچ نہیں ہوئے؟ دوسری، جو باقی کمیٹیاں ہیں، ان کی تشکیل بھی نہیں ہوئی، مجھے ان ضمنی سوالات کے جوابات چاہئیں، اگر منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں تو میری آپ سے یہ ریکویسٹ ہوگی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب موجود ہیں۔

محترمہ حمیرا خاتون: میری ان سے یہ ریکویسٹ ہوگی کہ اس سوال کو کمیٹی میں ریفر کردیں کیونکہ اس میں مصارف کا انہوں نے بتایا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: میری آنریبل ممبر صاحبہ سے درخواست ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں، ان کے جو بھی تحفظات ہیں، میں ان شاءاللہ وہ دور کرونگا۔ باقی 2020ء اور 2021ء کا جو بجٹ ہے وہ چار مدوں میں تقسیم ہوتا ہے، گزارہ الاؤنس میں، مدارس میں، ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو لڑکے پڑھتے ہیں اور جو غریب ہوتے ہیں، جن کے پاس پیسے نہیں ہوتے، اس مد میں بھی ہمارے زکوٰۃ فنڈ سے پیسے تقسیم ہوتے ہیں۔

محترمہ حمیرا خاتون: ان کے پاس 19-2018ء کا اگر ہمیں طریقہ کار بتادیں، گورنمنٹ یہ مصارف طے کرتی ہے تو انہوں نے صرف ہیلتھ میں کیوں فنڈ رکھا ہے؟ اگر یہ گورنمنٹ طے کرتی ہے تو باقی مصارف میں انہوں نے فنڈ کیوں نہیں رکھا، صرف صحت کے لئے کیوں رکھا ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: اگر آنریبل ممبر صاحبہ مطمئن نہیں ہیں تو میری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے، بھیج دیں، بالکل کمیٹی میں بھیج دیں۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the Question No.11553 may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say ‘Ayes’ and those who are against it may say ‘Noes’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The Question is referred to the concerned Committee. Question No. 11374, Nighat Yasmeen Orakzai, lapsed.

ہم سے بھی ناراض ہیں، سب سے ناراض ہیں، ہم سارے مل کر ان کو راضی کر لیں گے۔ کوئسچن نمبر 11434، جناب خوشدل خان صاحب۔

* 11434 _ جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: کیا وزیر انتظامیہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنر ہاؤس پشاور کو وزیراعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق مکمل طور پر لائبریری، میوزیم یا یونیورسٹی میں کس حتمی تاریخ کو تبدیل کیا جائے گا، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیراعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) گورنر ہاؤس پشاور کو وزیراعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق مکمل طور پر لائبریری، میوزیم یا یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کے لئے ایک ذیلی سہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، مذکورہ کمیٹی وزیراعظم صاحب کی ہدایت کی روشنی میں مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد ہی Feasibility report پیش کرے گی۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ یہ بہت Simple سا کوئسچن ہے، گورنر ہاؤس پشاور کو وزیراعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق مکمل طور پر لائبریری، میوزیم یا یونیورسٹی میں کس حتمی تاریخ کو تبدیل کیا جائے گا، تفصیل فراہم کی جائے؟ جواب دیا گیا ہے کہ گورنر ہاؤس پشاور کو وزیراعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق مکمل طور پر لائبریری، میوزیم یا یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کے لئے ایک ذیلی سہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، مذکورہ کمیٹی وزیراعظم صاحب کی ہدایت کی روشنی میں مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد ہی Feasibility report پیش کرے گی۔ سر، میں اس میں سپلیمنٹری کوئسچن کروں گا کہ ایک تو میں ان سے کہوں گا کہ ذیلی سہ رکنی کمیٹی جو Constitute ہوئی، اس نوٹیفکیشن کی ایک کاپی مجھے دے دیں، ہم دیکھ لیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ Process ہے اور وزیراعظم کے ہدایت کے مطابق وہ ہدایات جو وزیراعظم صاحب نے ان کو دی ہیں، ان کی ایک کاپی چاہیئے۔ تیسرا یہ ہے کہ جو انہوں نے میٹنگز کی ہیں، سہ رکنی کمیٹی نے اب تک کتنی میٹنگز کی ہیں، کتنے Process ہیں، ان کی منٹس یا اس Process کی کاپی مجھے چاہیئے؟ تھینک یو سر۔

جناب سپیکر: اس کے لئے خوشدل خان صاحب! آپ کو تفصیلی فریش کوئسچن لانا چاہیئے۔ چلیں منسٹر صاحب، ذرا آپ Respond کریں، اس کے اوپر آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

جناب فضل شکور خان (وزیر قانون): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ پہلی بات یہ ہے کہ خوشدل خان صاحب نے جو سوال کیا ہے، اس کا جواب دیا گیا ہے، اس پہ تین ارکان کی ایک کمیٹی بنی ہے، کمیٹی جو ہے، عمر خان آفریدی، ڈاکٹر فیصل خان اور نعیم صافی پر مشتمل ہے، اس کمیٹی کے یہ تین ممبرز ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کمیٹی فیڈرل سبجیکٹ پہ بنی ہے، انہوں نے یہ وزیراعظم کی ہدایت پہ فیڈرل گورنمنٹ نے بنائی ہے، وہ پشاور گورنر ہاؤس کے لئے بنائی ہے، اس کمیٹی کی میٹنگز ہو رہی ہیں، ان ہدایات کی روشنی میں اگر آپ کو یاد ہو تو پہلے گورنر ہاؤس وغیرہ کو Public day کی اجازت دی گئی تھی لیکن کورونا کی وجہ سے انہوں نے بند کر دی، ان ہدایات کی روشنی میں اسی کمیٹی کی جو میٹنگز ہوئی تھیں، انہوں نے اجازت دی تھی، لاہور گورنر ہاؤس کے لئے انہوں نے کہا تھا کہ اس کی دیوار گرا دی جائے، پھر ہائی کورٹ نے بند کرا دی لیکن وہ میٹنگز اس سلسلے میں جاری ہیں، میں اس وقت یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح خوشدل خان صاحب نے دو تین چیزیں اور مانگی ہیں، میں ریکویسٹ کروں گا، اگر وہ کہتے ہیں، ان کو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بٹھا دیں گے، اس کی جو ڈیٹیل ہے وہ ان کو دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی خوشدل خان صاحب۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: اور کچھ بھی نہیں، جو نوٹیفکیشن انہوں نے کیا ہے، وہ ان کے پاس ہو گا، وہ کاپی مجھے دے دیں، آج نہیں کل دے دیں، پرسوں دے دیں، جب بھی آپ کو سہولت ہو۔

جناب سپیکر: نوٹیفکیشن کی ایک کاپی ڈیپارٹمنٹ سے لے کر Provide کر دیں۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: آپ ایڈمنسٹریشن سے لے لیں، ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ سے کہہ دیں کہ وہ مجھے دے دیں۔

وزیر قانون: وہ نوٹیفکیشن جو فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہو گا، ہمارے پاس نہیں ہو گا، ہم فیڈرل گورنمنٹ سے ریکویسٹ کر کے منگوا لیتے ہیں، اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب خوشدل خان ایڈووکیٹ: سر، بات یہ ہے کہ گورنر ہاؤس جو ہے وہ تو صوبے کی پراپرٹی ہے، ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اس کا انچارج ہے، اب ضروری بات ہے کہ ان کو کاپی آئے ہو گی، یعنی ہم پراونشل

گورنمنٹ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے، اگر آپ ایڈمنسٹریشن سیکرٹری سے بات کر لیں یا ان کا کوئی بندہ یہاں بیٹھا ہوگا، ضرور کاپی ان کے ساتھ ہوں گی۔

وزیر قانون: سر، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ میں ڈیپارٹمنٹ سے۔۔۔۔۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: اگر فیڈرل لیول پہ بھی بنی ہے، ان سے ریکویسٹ کرکے وہ نوٹیفکیشن منگوا کر ان کو دے دیں گے۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: ٹھیک ہے۔ دیکھو میں یہ پریس نہیں کرتا ہوں، میں کہتا ہوں کہ جب بھی دو تین دن میں آپ کو مل جائے، آپ مجھے دے دیں۔

وزیر قانون: Okay, Sir. وہ ہو جائے گا۔

Mr. Khushdil Khan Advocate: Thank you, Sir.

جناب سپیکر: تھینک یو، خوشدل خان صاحب۔ جناب سراج الدین صاحب، سوال نمبر 11588 (موجود نہیں)۔ جناب عنایت اللہ خان صاحب، کوسچن نمبر 11692۔

* 11692 _ جناب عنایت اللہ: کیا وزیر انتظامیہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور میں محکمہ کے زیر انتظامیہ سرکاری کالونیوں میں رہائش پذیر ملازمین نے بغیر پیشگی اجازت کے تجاوزات کر رکھے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گلشن رحمان کالونی، سول کالونی، سول کوارٹر اور اریگیشن کالونی میں جن جن کوارٹروں میں تجاوزات کئے گئے ہیں، اس کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز حکومت نے ان تجاوزات کے خلاف اب تک کیا عملی اقدامات اٹھائے ہیں، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں۔

(ب) اس سلسلے میں محکمہ انتظامیہ نے سی اینڈ ڈبلیو (پی بی ایم سی) ڈیپارٹمنٹ کو مراسلہ جاری کیا ہے کہ جن سرکاری ملازمین نے تجاوزات کئے ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے کیونکہ سرکاری کالونیوں کے نقشے اور گھروں میں کام کرنے کی ذمہ داری محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے ذمہ ہے، تاہم محکمہ انتظامیہ کو مکمل رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہے۔ جواب موصول ہونے پر محکمہ انتظامیہ فوراً عملی اقدامات اٹھائے گا۔

جناب عنایت اللہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میرا جو سوال ہے، اس کا انہوں نے جواب نہیں دیا ہے۔ میں نے Basically جو سوال کیا ہے کہ پشاور میں محکمہ انتظامیہ کی سرکاری کالونیوں میں رہائش پذیر ملازمین نے بغیر پیشگی اجازت کے تجاوزات کر رکھے ہیں، اس پہ جتنی بھی سرکاری کالونیاں ہیں، ان کا میں نے نام لیا ہے، ڈیپارٹمنٹ نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو اور پی ایم سی کو لکھا ہے لیکن ان کی طرف سے ابھی تک رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، یہ تو ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی Responsibility ہے کہ وہ Ensure کرائے، یعنی پی بی ایم سی اور سی اینڈ ڈبلیو جو ہے وہ Execution bodies ہیں، ظاہر ہے کہ ہمارا کسی سے، میں نے کسی سرکاری ملازم کا نام بھی نہیں لیا لیکن میرے علم میں یہ بات آئی تو ہمارا کام یہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میری تو ریکویسٹ یہ ہو گی کہ چھوٹے چھوٹے گھر ہیں، کلاس فور اور جونیئر کلرکس، اس ٹائپ کے لوگ ان جگہوں پہ رہتے ہیں، کوئی تھوڑی سی ادھر، ان کی رہائش بڑا ہی مشکل ہے، ان لوگوں کے لئے اگر کسی کو کچھ تھوڑا سا ایک چھپر سا ڈال دیا جائے تو میرے خیال میں وہاں پہ اسی حد تک تجاوزات ہو سکتے ہیں، اس کو چھوڑ دیں۔

جناب عنایت اللہ: ٹھیک ہے۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

11374 _ محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کیا وزیر خزانہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے ضلع خیبر (سابقہ فاٹا) کو ترقیاتی فنڈز مختص کئے ہیں؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(1) ضلع خیبر (سابقہ فاٹا) کے لئے کل کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے;

(2) مذکورہ ضلع کو کتنا فنڈ ریلیز کیا گیا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب تیمور سلیم خان (وزیر خزانہ): (الف) جی ہاں۔

(ب) اس سلسلے میں ضلع کے لئے گزشتہ مالی سال 2019-20ء کے لئے مختص کردہ اور ریلیز کردہ فنڈز کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

11588 _ جناب سراج الدین: کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ:
(الف) صوبہ بھر میں محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر تعینات ملازمین کی ضلع وار، سکیل وار تفصیل فراہم کی جائے؛
(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران صوبہ بھر میں محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر تعینات ملازمین کی ضلع وار اور سکیل وار تعداد کتنی ہے؛
(ج) محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر تعینات کنٹریکٹ ملازمین کی ضلع وار اور سکیل وار تفصیل فراہم کی جائے؟
جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ): (الف) (ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں مخصوص نشستوں پر تعینات ملازمین کی ضلع وار تعداد کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔
(ج) محکمہ کے تحت اقلیتوں، معذوروں اور خواتین کی مخصوص نشستوں پر کنٹریکٹ پر کوئی ملازم بھرتی نہیں کیا گیا۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: Thank you very much. Leave applications: جناب نذیر احمد عباسی، ایم پی اے آج کے لئے، جناب عبدالسلام صاحب، ایم پی اے آج کے لئے، ڈاکٹر امجد علی خان صاحب، منسٹر آج کے لئے، محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی صاحبہ، ایم پی اے آج کے لئے، سید اقبال میاں صاحب، ایم پی اے آج کے لئے، جناب کامران خان بنگش صاحب، منسٹر آج کے لئے، جناب ارشد ایوب صاحب، منسٹر آج کے لئے، جناب خلیق الرحمان صاحب، مشیر آج کے لئے، سردار یوسف زمان صاحب، ایم پی اے آج کے لئے، جناب محمد اقبال وزیر صاحب، منسٹر آج کے لئے۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج ان کا پہلا نمبر ہے۔ جی آنریبل ممبر ثناءاللہ خان صاحب۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> Let's see کہ وہ کیا Important بات ہے جو کل سے ہو نہیں سکتی؟ جی ثناءاللہ صاحب۔

رسمی کارروائی

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، تین چار دن سے میں ریکویسٹ کر رہا ہوں مگر ٹائم نہیں ملتا، آپ کا بہت بہت شکریہ، جناب سپیکر صاحب! سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا پر اور الیکٹرانگ میڈیا پر کئی دنوں سے ملالہ یوسفزئی کے بارے میں ایک بیان چل رہا ہے، ایک انٹرویو اس نے دیا ہے، اس میں میری ریکویسٹ ہے کہ حکومت اس کی تحقیقات کرے کہ جو بیان ان سے منسوب کیا گیا ہے، یہ حقیقت ہے؟ اگر حقیقت نہیں ہے تو اس کی تردید کرنی چاہیئے کیونکہ یہ کسی مہذب معاشرے میں اور کسی دین میں جائز نہیں ہے، اسلام میں تو جائز ہی نہیں، انسانیت میں بھی یہ بات ناجائز ہے، کس مذہب میں پارٹنر شپ کی زندگی گزارنے کا یہ بتایا جائے، اس پہ تحقیقات کریں، اگر انہوں نے یہ بیان دیا ہے تو یہ قابل مذمت ہے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، اگر بیان نہیں دیا تو اس سے انکار کر دیں، یہی میری ریکویسٹ ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی عنایت اللہ خان صاحب۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> ملالہ یوسفزئی Noble laureate ہیں، ایجوکیشن کے نام پہ کام کی وجہ سے ان کو Recognition ملی ہے، ظاہر ہے کہ پوری دنیا کے اندر ہم ان کی شخصیت کے حوالے سے مزید اس لئے بات نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کے اندر جس حوالے سے ان کی شہرت ہے وہ ایجوکیشن ہے، لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایک ایسے وقت میں ایجوکیشن کے لئے کھڑی ہوئی تھی جس وقت یہ بات کرنا مشکل تھی لیکن جو بات ثناءاللہ صاحب نے کی ہے، اس سے ان کی Personality damage ہوئی ہے، ان کے چاہنے والے اور جو Followers ہیں، ان کو یہ بیان اچھا نہیں لگا ہے، میں ان سے Different بات کرونگا، میرا خیال ہے کہ ہمارے اس ایوان کی طرف سے یہ ایک مطالبہ ہو کہ ان کی فیملی اس بیان کی وضاحت کرے، ان کے والد اس بیان کی وضاحت کریں، اگر وہ Slip of tongue ہے تو بھی بتادیں کہ یہ Slip of tongue ہے، اگر وہ سمجھتی ہے کہ یہ Out of context اور سیاق وسباق سے ہٹ کے بات کی گئی ہے تو بھی وضاحت کریں، میرے خیال میں اس میں ان کا بھی بھلا ہے کیونکہ وہ Basically تو Eastern

background کی ہے،ان کی Roots East سے ہیں،ان کی Roots تو سوات سے ہیں، وہ تو ملاکنڈ ڈویژن سے ہیں، وہ تو خیبر پختونخوا سے ہیں،ان کی پہچان بھی یہی ہے، یہ دوپٹہ ان کی پہچان ہے، Islamic values ان کی پہچان ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ خود اپنے اس بیان کی وضاحت کریں،اس پر جو تشویش ہے،ان کے Followers کے درمیان جو تشویش ہے،اس کو دور کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی نثار خان صاحب۔

جناب نثار احمد: شکریہ جناب سپیکر صاحب،اپنے اس معزز ایوان میں جو ایک پشتون بیٹی ہے،نوبل انعام یافتہ ایک فگر ہے جس نے دنیا میں سارے پختونوں کا نام روشن کیا ہے،اس نے دہشتگردی کا سامنا کیا ہے،اس نے گولیاں کھائی ہیں،اس کے حوالے سے جو قرارداد پیش ہوئی ہے، میں اس کی مذمت اس لئے کرتا ہوں کہ یہ قرارداد جو اس نے پیش کی ہوئی ہے، عنایت اللہ صاحب نے جو مطالبہ کیا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میں نے بھی پڑھی ہے۔

جناب نثار احمد: اس کی فیملی کی Statement آنی چاہیئے،اخبار میں اس کے باپ کی Statement آج آئی ہوئی ہے،اس نے تردید کی ہے،اس نے کہا کہ میری بیٹی کی Statement توڑ مروڑ کر پیش کی گئی ہے، اس نے وضاحت بھی کی ہے، میرے خیال میں اس کو متنازعہ نہ بنائیں، یہ ہمارے پختونوں کی وہی بیٹی ہے جس نے ساری دنیا میں ہمارے سر کو فخر سے بلند کیا ہے، یہ چھوٹی ہے، یہ ہماری بیٹی ہے،اس کو اس طرح پیش نہ کیا جائے جس طرح بعض لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے، یہ پختونوں کی بیٹی ہے،اس کی فیملی کی وضاحت بھی آئی ہے، اسلام کے حوالے سے Ethics کے حوالے سے بھی اس کے باپ کی Statement آئی ہے، کسی کو اس کی تاریخ اگر معلوم نہیں، یہ ایک عالم دین کی نواسی ہے،اس کا دادا عالم تھا،ان لوگوں سے اس طرح بات نہیں ہوسکتی، پتہ نہیں کہ ہمارے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ جب ملالہ کی بات آتی ہے تو سب سے پہلے پختون اٹھتے ہیں، مختلف قسم کے الفاظ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس نثار صاحب! ثناءاللہ خان کو سمجھائیں۔جی ضیاءاللہ بنگش صاحب۔

جناب ضیاءاللہ خان: شکریہ جناب سپیکر، ثناءاللہ صاحب، عنایت صاحب اور نثار صاحب نے جو باتیں کیں، ملالہ کے حوالے سے کچھ دنوں سے یہ بڑا ایک متنازعہ قسم کا ایشو بن گیا تھا، وہ پورا انٹرویو میں نے دیکھا ہوا

ہے، اس میں چند باتوں کو لے کر یہ ایک متنازعہ حیثیت بنائی گئی تھی، Basically وہ ایک مکالمہ تھا جو اس انٹرویو میں ملالہ نے بتایا کہ میں اپنی امی سے یہ بات کر رہی تھی کہ کیا شادی ضروری ہے، مطلب وہ یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ ہر بیٹی یہ چاہتی ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہے، ماں باپ کے گھر میں رہے، اپنا کام کرتی رہے، پورا وہ انٹرویو جب آپ دیکھیں گے تو آپ کو اچھا Feel ہو گا لیکن ایک دو باتوں کو لے کر اس کو اتنا Propagate کیا گیا، اس سے ایک تو ملالہ کی شخصیت کو بھی Damage کیا گیا، ان کے والدین کو بھی ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا، دوسرا پاکستان اور پاکستانیت کے حوالے سے بھی ان پہ کوئسچنز آنے لگے، تیسرا اسلام کے حوالے سے بھی اس کو متنازعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ آج نثار صاحب نے دکھا دیا ہے کہ ان کے والدین، کیونکہ میں ضیاء صاحب کو اچھی طرح جانتا ہوں، وہ Educationist ہیں، بڑے کام کرتے ہیں، ایجوکیشن کے حوالے سے ملالہ کا بھی ایک نام ہے، پاکستان کے حوالے سے میں یہ چاہونگا کہ جو معاملہ جس طرح میڈیا پہ اچھالا گیا، اس کو پورے متن کے ساتھ اگر پیش کیا جائے تو سب کو پتہ چل جائے گا۔ Basically وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی؟ وہ اس کی اپنی امی کے ساتھ ایک مکالمہ تھا کہ میں یہ کرونگی، اس کی امی نے اس کو اسی مکالمے میں سختی سے کہا تھا کہ نہیں پشتون روایات اور اسلامی روایات کے مطابق ہر بیٹی کو بیاہ ہو کر دوسرے کے گھر جانا ہوتا ہے، یہ ایک مکالمہ تھا جس کو توڑ مروڑ کے پیش کیا گیا۔ باقی جو ممبر زنے جس طریقے سے بات کی، اس کی ہم قدر کرتے ہیں۔

Mr. Speaker: Ms. Naeema Kishwar Sahiba, MPA, to please move her call attention notice No. 1749, in the House.

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، اگر ایک منٹ مجھے اس ایشو پہ بات کرنے دیا جائے تو مہربانی ہو گی۔ میں اس پہ صرف اتنا کہونگی کہ یہ جو نثار صاحب نے کہا کہ تردید آئی ہے، وہ یوسفزئی صاحب کے حوالے سے ایک ٹویٹ صرف آئی تھی، پتہ نہیں کہ وہ Authentic ہے کہ نہیں؟ اگر سوشل میڈیا پہ غلط آئی ہے تو ان کو تردید کرنی چاہیئے، ایک پشتون ہمارے معاشرے کو اور مسلمانوں کو Lead کرنے کے لئے ہے میرے خیال میں اگر اس قسم کی بات آئی ہے، اگر ہم سنت کی تردید کریں، اگر ہم اسلامی تعلیمات کی تردید کریں تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے، یہ صرف اسلام میں نہیں، اگر آپ عیسائیت میں دیکھیں تو ادھر طلاق اور نکاح کے لئے یا شادی کے لئے ہمارے اسلام سے زیادہ سخت قوانین ہیں، اگر ایک دفعہ طلاق

ہو جائے تو ادھر دوسری شادی نہیں ہو سکتی، ان کے قوانین ہم سے بھی زیادہ سخت ہیں، کسی مذہب میں بھی میرے خیال میں پارٹنر شپ کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں ہے، یہ ہم پھر کونسے قانون کو، کونسے مذہب کو، کونسی روایات کو Lead کر رہے ہیں، اگر ایک طرف وہ کہتی ہے کہ مجھے شلوار قمیص پہ فخر ہے، دوسری طرف اس قسم کے بیانات آتے ہیں، میرے خیال میں اگر کوئی ان کو اپنا روشن چہرہ، ملالہ کہتی ہے، اس قسم کے بیانات آتے ہیں تو پھر یہ ہمارے معاشرے میں، پختون روایات میں، پاکستانی معاشرے میں تشویش کی لہر دوڑنا کوئی اچھنبے کی بات نہیں، ہم چاہیں گے کہ اگر یہ بات آئی ہے تو ان کو خود تردید کرنی چاہیئے، اس کے والد کی تردید آنی چاہیئے، آڈیو کی تردید آنی چاہیئے تاکہ جو تشویش کی لہر ہے وہ ختم ہو۔ میں اپنے کال اٹینشن کی طرف آؤنگی، کوئی قرار داد یہاں پیش نہیں ہوئی، نثار صاحب نے ویسے کہہ دیا کہ قرار داد آئی ہے، ہم مذمت کرتے ہیں، ہم نے ایک مطالبہ کیا ہے کہ جو بات آئی ہے، اس کی تردید آنی چاہیئے، تشویش ہمارے پختونوں میں اور ہمارے مسلمانوں میں ہے، اس کا خاتمہ ہو۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی ہے۔ جی نعیمہ کشور صاحبہ، کال اٹینشن۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر، میں منسٹر ایجوکیشن کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ گجر گڑھی مردان گرلز پرائمری سکول کی بلڈنگ اور اس کا میٹریل بوسیدہ اور خراب حالت میں ہے جو کسی بھی حادثے کا سبب بن سکتی ہے جبکہ دوسری بلڈنگ گورنمنٹ سکول کے لئے تیار ہو چکی ہے جس کا تھوڑا سا کام باقی ہے، کئی سالوں سے تاخیر کا شکار ہے جبکہ پرانی بلڈنگ کسی بھی وقت گر سکتی ہے، لہذا حکومت نئی بلڈنگ بننے تک ان بچوں کو فوری طور پر کسی دوسری بلڈنگ میں منتقل کرنے لئے اقدامات کرے تاکہ بچیوں کو کسی بھی حادثے سے بچایا جا سکے، والدین کی پریشانی بھی ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر صاحب، یہ بلڈنگ بہت زیادہ خراب ہو چکی ہے، بار بار ٹیچرز اور بچیاں ہمارے پاس۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی پہلے Correction کر لیں کہ آپ نے اسی بلڈنگ کے بارے میں کیا کہا تھا؟

محترمہ نعیمہ کشور خان: میں نے کہا کہ جو بلڈنگز تیار ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دوسری بلڈنگ کی بجائے اسی بلڈنگ میں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جو بلڈنگز گورنمنٹ سکولز کی تیار ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان پر پھر جو بلڈنگ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جو بلڈنگز ہیں، اس نئی بلڈنگ میں اگر گورنمنٹ بچوں کو شفٹ کرے، پہلے اس میں یہ تھا کہ ایک دو دفعہ ہم نے اس کو اپنی بلڈنگ میں بھی شفٹ کیا لیکن اب ہماری جو بلڈنگ ہے، اب وہ اس کے لئے نہیں ہے، اب وہ خالی نہیں ہے، ہم اس کو نہیں کر سکتے ورنہ کئی دفعہ ہم اس کو اپنی بلڈنگ میں بھی شفٹ کر چکے ہیں لیکن اب وہ اس حالت میں ہے کہ بچیوں کا اس میں رہنا رسک ہے، کسی بھی وقت اگر وہ بلڈنگ گر گئی تو بہت بڑے حادثے کا سبب بن سکتی ہے۔ دوسرا وہ جو لڑکوں کے سکول میں ہے، اس کے ساتھ بنی ہوئی ہے، اگر وہ اپنی بلڈنگ میں شفٹ ہو جائیں تو لڑکوں کے لئے بھی آسانی ہو جائے گی، اس وقت لڑکوں کی تعداد کم تھی، اب زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Okay. Respond, please.

محترمہ نعیمہ کشور خان: بار بار یہ مسئلہ میں نے ڈائریکٹر صاحب کو کہا، سیکرٹری کو کہا، یہاں پہ جو سٹاف آیا ہے، ان کو کہا، وہ یہ نہیں کر رہے ہیں، میری ریکویسٹ ہو گی، اگر اس کو کمیٹی میں بھیج دیں، دو تین سکولوں کا یہی مسئلہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب۔

سردار اورنگزیب: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اورنگزیب نلوٹھا صاحب! سپلیمنٹری۔

سردار اورنگزیب: شکریہ جناب سپیکر صاحب، یہی پوزیشن ہے، میرے حلقے میں دو درجن سے زائد ایسے سکولز ہیں جن کی بلڈنگز ایرا نے بنائیں، جب زلزلہ آیا تھا، سکولوں کی نئی بلڈنگز گرا کر انہوں نے ایرا سے اس کی منظوری کروائی تھی، ابھی تک وہ نامکمل ہے، چھت نہیں ہے، بچے دھوپ اور بارش میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں، مجھے منسٹر صاحب یا حکومت کا کوئی ذمہ دار آدمی بتا دے کہ ابھی کتنا عرصہ ہو گیا کہ یہ سکولز نہیں بنے؟

جناب سپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آگیا، وہ ایرا کا ایشو الگ ہے، اس پہ کسی وقت ڈیبیٹ رکھتے ہیں کیونکہ ہزارہ ڈویژن میں اور شانگلہ میں بہت سے سکولز ہیں جو ابھی تک زیر التواء ہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب فضل شکور خان (وزیر قانون): سر، میں یہ جو Particular call attention ہے، اس کا جواب دے سکوں گا کیونکہ کال اٹینشن میڈم کا ہے، اس کے بارے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پہ سپلیمنٹری بھی نہیں ہوتا، میں نے غلطی سے سپلیمنٹری کہہ دیا، میں معذرت خواہ ہوں۔

وزیر قانون: جی سر، میں نے اس لئے آپ سے، میڈم نے جس سکول کی نشاندہی کرائی ہے، واقعی اس سکول میں پرابلم ہے، اس کا پی سی ون بن گیا ہے اور وہ گورنمنٹ کو Re-construction کے لئے بھیج دیا گیا ہے، اس پہ کام ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے، میڈم نے کہا کہ بچیوں کو دوسرے سکول میں شفٹ کردیں، ان کو جی جی پی ایس ملک آباد ڈپٹی کلے منتقل کر دیا گیا ہے، اس وقت جس طرح میڈم نے کہا ہے، اس طرح ہے کہ مسئلہ حل ہے لیکن Re-construction کے لئے ہم نے پی سی ون بھیج دیا، ان شاءاللہ جلد سے جلد اس پہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر صاحب، نہیں کیا گیا، اسی سکول میں ہے، میرے گھر کے بالکل سامنے ہے، بار بار میں اس کو اپنے حجرے میں منتقل کرتی ہوں، جب حالات خراب ہو جاتے ہیں، پھر حجرے سے دوبارہ وہ سکول میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ کو حجرہ ہی دے دینا۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جی۔

جناب سپیکر: حجرہ ہی گورنمنٹ کو دے دیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: آج کل وہ فارغ نہیں ہے، اب وہ اس حالت میں نہیں ہے کہ میں ان کو دے دوں لیکن میں ان کو بار بار کہتی رہی ہوں، اب بھی وہ اسی میں ہے۔ ایک دوسری چیز یہ کہ ان کے پاس پی ٹی اے کا بہت سارا فنڈ ہے، وہ بھی Use نہیں کرتے، مجھے نہیں پتہ کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہتے ہیں کہ پھر ہماری وہ

چیزیں، لیکن میری ایک ریکویسٹ ہے،ان کی بلڈ نگ اس کے ساتھ ہے،ڈپٹی کلے کے بارے میں جو یہ کہہ رہے ہیں، وہ اس سے بہت دور پڑتا ہے، اگر وہ شفٹ کریں گے تو بہت ساری بچیاں سکول چھوڑ جائیں گی، وہ دوسری U/C میں ہے، اگر اس کو کمیٹی میں بھیج دیں، اس کے ساتھ ہماری دوسری بلڈ نگ بن چکی ہے، صرف ان کے واش روم کا مسئلہ ہے، اس کو ہم ذرا Expedite کر کے جو دوسری بلڈ نگ ابھی گورنمنٹ کی بنی ہے، اس میں شفٹ کیوں نہیں کریں؟ اس کے پی سی ون کی کیا ضرورت ہے؟ کوئی ضرورت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو کسی اور سکولوں کی بلڈنگز بنی ہونگی۔۔۔۔۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: دو کی بنی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: دو اور سکول بن چکے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو الگ کسی سکول کی بلڈ نگ ہو گی، اس کے لئے نہیں، یہ تو الگ فنڈ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: نہیں نہیں، اس گورنمنٹ پرائمری سکول کے لئے بنی ہے، اس کو آپ کمیٹی میں ریفر کر لیں، کمیٹی میں ان کے ساتھ ہم وہ کر لیں گے، ڈسکس کر لیں گے، ہم اس کی Visit کر لیں گے، ان کو کروا دیں گے، جو بھی اس کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب! ایڈوانس میں "ہاں" یا "ناں" ہے۔

وزیر قانون: سر، میں پہلے میڈم کو یہ ریکویسٹ کرونگا، اگر وہ کہتی ہیں تو میں ان کو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بٹھا دیتا ہوں، وہ Make sure کریں گے، یہ بچیاں جو ہیں دوسرے سکول میں شفٹ ہو جائیں تو میری میڈم سے ریکویسٹ ہے، اگر آپ کہتی ہیں تو ڈیپارٹمنٹ والوں کے ساتھ آپ کو بٹھا دیتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مسئلہ حل کرنے کے لئے بیٹھ جائیں۔

وزیر قانون: وہ آپ کو Surety دینگے کہ جس طرح آپ کہتی ہیں، اسی طرح ہو گا۔

جناب سپیکر: کمیٹی میں جائے گا تو میرے پاس کمیٹی میں Date آئے گی، ڈیپارٹمنٹ ان کا بیٹھا ہوا ہے، ابھی بیچ میں سے جائیں، بیٹھ کر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے شفٹ کر دیا، آپ کہتی ہیں کہ میں حجرے میں بٹھاتی ہوں تو ابھی بات کر لیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: مجھے کمیٹی میں لے جانے کا کوئی شوق نہیں ہے، میرا مسئلہ ہے، مسئلہ حل ہو، میں دس دفعہ ڈائریکٹر کو کہہ چکی ہوں، وہ نہیں کر رہا، جو وہاں پہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ مسئلہ حل کریں، اگر کوئی بلڈنگ Near by ہے، اس میں شفٹ کرلیں، دوسری بلڈنگز کا آپ کہہ رہے ہیں، وہ کہتی ہیں، بہت دور ہیں، دوسری U/C کے اندر ہیں، یہ بچیوں کی تعلیم کا معاملہ ہے، It is very important call attention، اس مسئلے کو آج ہی حل کر دیں، آپ بیٹھیں، آج ہی حل کروالیں۔

وزیر قانون: جی سر، ان شاءاللہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: اگر نہ ہوا تو؟

وزیر قانون: اگر نہ ہوا تو میڈم، جس طرح آپ کہیں گی، اسی طرح ہوگا۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: ٹھیک ہے، Agree.

جناب سپیکر: نعیمہ کشور صاحبہ! ٹھیک ہے؟

محترمہ نعیمہ کشور خان: ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جی میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل: سر، منسٹر صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں، پہلے اس نے Statement دی کہ یہ بچے دوسرے سکول میں شفٹ ہوئے ہیں، مطلب اس کو اگر ڈیپارٹمنٹ نے غلط انفارمیشن دی تھی تو پھر اس کو پوچھنا چاہیئے۔ جب دوبارہ اٹھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ مل بیٹھ کر بچوں کو شفٹ کریں گے، یہ اسمبلی ہے، اسمبلی میں ایسے بیانات نہیں ہونے چاہئیں۔ ایک Mover کہتی ہے، منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ شفٹ ہو گیا ہے پھر دوبارہ اسی سوال پہ کہتا ہے کہ اس کو شفٹ کریں گے، آپ ذرا ریکارڈ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: وہ Slip of tongue تھا۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: سر، میں ابھی بھی اپنی Statement پہ قائم ہوں، مجھے ڈیپارٹمنٹ نے کہا ہے کہ ان کو شفٹ کر دیا گیا ہے، میڈم کہہ رہی ہیں کہ شفٹ نہیں کیا گیا ہے تو Controversy یہاں پہ پیدا ہوئی، میں نے

اس سلسلے میں کہا ہے کہ میں آپ کو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بٹھادونگا، وہ آپ کو Surety دینگے کہ ان کو شفٹ کیا گیا ہے، میں اپنی Statement سے پیچھے نہیں ہٹا۔

Mr. Speaker: ٹھیک ہے۔ Waqar Khan, MPA, to please move his call attention notice No. 1763, in the House.

جناب وقار احمد خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں وزیر برائے محکمہ بلدیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ضلع سوات میں کانجو ٹاؤن شپ 1990 کی دہائی سے حکومت کا ایک نامکمل منصوبہ ہے، یہ منصوبہ پچھلے تیس سال گزرنے کے باوجود آج تک روزمرہ کی اہم سہولیات سے محروم ہے۔ کانجو ٹاؤن شپ میں بجلی کی فراہمی کا نظام انتہائی بدتر اور خراب حالت میں ہے، سڑکوں کی تعمیر نامکمل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم مسئلہ پانی کی نکاسی کا ہے جس کی وجہ سے جگہ جگہ پانی کھڑا رہتا ہے، سوسائٹی کے لوگوں کو کافی مشکلات اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ منصوبہ بدقسمتی سے آج تک ہسپتال، سوئی گیس، سکول اور کالج جیسی اہم سہولیات سے محروم ہے، اس میں عوام کے لئے ڈسپنسری اور آر ایچ سی کی سہولت بھی موجود نہیں ہے، ان سب کے باوجود آئے روز حکومت کی طرف سے فیسوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کہ عوام کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے، حکومت نیک نیتی کے ساتھ اس پراجیکٹ پر کام کرے تو نہ صرف سہولیات بلکہ عام لوگوں کو بہتر ماحول میں اپنی رہائشی گھر میسر ہوجائیں گے، دوسری طرف اس سے روزگار کے زبردست ذرائع پیدا ہونگے اور مقامی طور پر لوگوں کی آمدن میں اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر صاحب، بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن میں یہ واحد حکومتی سکیم ہے، ہاؤسنگ سکیم کے تیس سال ہوئے ہیں، اب تک جو میں نے بیان کیا، نہ اس میں بچوں کا پرائمری سکول ہے، بچوں کا، نہ صحت کی کوئی سہولت ہے، گیس آج کل 2021 ہے، آج تک گیس کی سہولت سے بھی محروم ہے، خاص کر یہ نکاسی اور سٹریٹ روڈز جو ہیں وہ بالکل ابتر ہیں، بالکل خراب ہیں، میری حکومت سے اور خاص کر وہاں پہ سٹاف کی کمی ہے، کبھی اے ڈی ہوتا ہے، کبھی ڈائریکٹر ہوتا ہے، کبھی کوئی بھی نہیں ہوتا، تو یہی ایک ایسا پراجیکٹ ہے کہ حکومت کو چاہیئے کہ اس کو بنیادی طور پر ایک ماڈل ہاؤسنگ سوسائٹی بنائے، ملاکنڈ ڈویژن میں یہ ایک واحد سوسائٹی ہے جو کہ حکومتی سکیم ہے، میری یہ ریکویسٹ ہے، میں نے جو

تحفظات دیئے، اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے یا منسٹر صاحب یہ ایشورنس کرائیں کہ جو بھی اس میں کمی ہے، یہ جلد از جلد، اب تک تیس سال میں فیز ٹو بھی شروع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: بٹنی صاحب کا تعلق بھی کانجو سے ہے، یہ بھی اس پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جی بٹنی صاحب۔

جناب محمود احمد خان: جناب سپیکر،۔۔۔۔

جناب سپیکر: محمود احمد خان کا کھولیں، بٹنی صاحب کا مائیک۔

جناب محمود احمد خان: تھینک یو جناب سپیکر صاحب، وقار صاحب نے جو کال اٹینشن پیش کیا ہے، اسی طرح 1990 میں میرے ضلع ٹانک میں ڈبرا ایک سوسائٹی شروع تھی، Same case اسی طرح ہے، منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں، اگر اس کو ڈیپارٹمنٹ میں ریفر کریں، ڈبرا ٹاؤن شپ کے بھی 1990 میں روڈز بھی بن چکے ہیں، پانی کی سہولت بھی ہے لیکن باقی کوئی سہولت نہیں، اگر منسٹر صاحب ساتھ ساتھ ڈبرا ٹاؤن شپ کا بھی ریکارڈ ساتھ منگوالیں تو اس کی مہربانی ہوگی۔

وزیر قانون: سر، میں ایک دفعہ پھر کہونگا کہ جو توجہ دلاؤ نوٹس وقار صاحب نے پیش کیا ہے، میں اس کے بارے میں بتا سکوں، بٹنی صاحب کے بارے میں پتہ نہیں، میرے پاس اس کا ریکارڈ نہیں ہے، اگلی دفعہ آپ اگر کہیں گے تو میں ان شاءاللہ منسٹر صاحب سے کہہ کر وقار بھائی نے بڑی زبردست توجہ دلائی ہے، یہ 1990 کی واقعی ایک ہاؤسنگ سوسائٹی ہے، اس کا کل ایریا فیز ون، فیز ٹو کا ملا کر کوئی 5808 کنال زمین ہے، یہ ایک بہت بڑی جگہ ہے، اس میں جو وقار بھائی نے جن چیزوں اور Problems کی نشاندہی کی ہے، ان میں سے کچھ مسئلوں پر کام شروع ہے اور کچھ مسئلے جو ہیں وہ ابھی تک اسی طرح پینڈنگ ہیں۔ انہوں نے جو بات کی، انہوں نے الیکٹریسٹی کی، روڈز کی، Sewerage کی، Health facilities کی Problems کی باتیں کیں، اس میں پہلی بات یہ کہ یہاں پہ پہلے لوکل اتھارٹی ہوتی تھی، ایل اے اے اس کو کہتے تھے، اس گورنمنٹ میں ایک ایکٹ پاس ہوا، یو اے ڈی اے ایکٹ 2020ء میں جو انہوں نے کہا کہ حکومت کو نیک نیتی سے کام کرنا چاہیئے، یہ اس سلسلے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ ایکٹ پاس ہوا، اس ایکٹ کے نیچے ایک

اتھارٹی بن گئی، بورڈ بن گیا، بورڈ کا فائدہ یہ ہے کہ وہاں پہ جو ان کے پاس سرکاری زمین ہے، وہ بھی سرکاری ریٹ پہ فروخت کر سکیں گے اور جو اس سے آمدن ہو گی، وہ ہم اسی ٹاؤن شپ پہ لگائیں گے، اس سے جو کافی مسئلے ہیں، ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت جو وہاں پہ ڈبل روڈز ہیں، ،Main جو ڈبل روڈ ہے، اس پہ سٹریٹ لائٹس لگا دی گئی ہیں، وہ چالو حالت میں ہے، وہ استعمال میں ہے، ایمرجنسی ٹرانسفارمرز موجود ہیں، اگر وہاں پہ کوئی ٹرانسفارمر جل جائے تو ایمرجنسی ٹرانسفارمرز اتھارٹی کے پاس وہاں پر موجود ہیں، جس سیکٹر میں ڈبل روڈ ہے، اس پہ لائیٹوں کا کام شروع ہے، ایک کروڑ روپے ان کے لئے مختص کئے گئے ہیں، اسی مالی سال میں جو پندرہ یا بیس دن ہمارے رہتے ہیں، اسی میں اس کی Completion date ہے تو Hopefully وہ بھی ان شاءاللہ تعالیٰ Complete ہو جائیں گی۔ باقی روڈز جو ہیں، روڈز بھی وہاں پہ بنے ہوئے ہیں، کچھ روڈز ایسے ہیں جو ابھی زیر تعمیر ہیں۔ ایس این جی پی ایل گیس کے بارے میں بھی آپ نے کہا، ابھی وہاں پہ فراہم نہیں کی گئی لیکن ایس این جی پی ایل کے ساتھ رابطہ کیا گیا ہے، اس کے لئے ایک فنڈ مختص کر رہے ہیں جو وہاں پہ Required ہو وہ اس کے مطابق وہاں پہ گیس کی فراہمی کے لئے کوشش کریں گے۔ ٹاؤن شپ میں ایک لڑکیوں کا سرکاری ڈگری کالج موجود ہے، اسی طرح پرائیویٹ سیکنڈری سکول بھی وہاں پہ موجود ہے، باقی اور بھی گنجائش ہے، جس طرح انہوں نے کہا کہ پرائمری سکول وغیرہ کی ضرورت ہے تو یقیناً وہاں پہ ضرورت ہے، Hopefully ہم کوشش کریں گے کہ جلد سے جلد ایجوکیشن منسٹری سے وہاں کے لئے ایک سکول دو جو بھی Requirement ہے، وہاں کوشش کریں گے، ہم منظور کروا سکیں۔ Sewerage کے بارے میں وہاں اس سلسلے میں بھی کام ہو رہا ہے، پہلے بہت زیادہ Problems تھیں، ابھی جو کام ہوا ہے، اس کے بعد ابھی بھی تھوڑے سے مسائل Sewerage کے رہتے ہیں لیکن ان شاءاللہ Hopefully وہ بھی رواں جو Coming مالی سال ہے، اس میں Hopefully وہ بھی حل ہو جائیں گے۔ میں یہاں سے ان کو Surety کراتا ہوں کہ ان شاءاللہ ان سارے مسئلوں کی طرف حکومت کی توجہ ہے، کوشش کریں گے کہ Coming year میں جتنے مسائل ہیں، ان میں سے کافی حد تک ہم حل کریں۔ اگر میں کہوں کہ سارے حل ہو جائیں گے تو اس طرح نہیں

ہو گا، جھوٹ نہیں بول سکتا،Floor of the House پہ لیکن بڑے بڑے جو مسئلے ہیں،Hopefully وہ اس Coming year میں Financial year میں وہ Solve ہو جائیں گے۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی وقار خان صاحب۔

<u>جناب وقار احمد خان:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، منسٹر صاحب بڑے شریف انسان ہیں، انہوں نے بڑے Polite طریقے سے جواب دیا ہے لیکن وہاں پر پانی پینے کا بڑا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> پانی کو Priority پہ حل کریں جی۔

<u>جناب وقار احمد خان:</u> پانی کا مسئلہ ہے، Sewerage کا نظام خراب ہے، جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا، وہاں یہ سٹریٹس جو ہیں یا روڈز وہ بالکل ایسے پڑے ہیں، آپ کمیٹی بنائیں یا اس کو ریفر کریں، آپ وہاں پہ کسی کو بھیجیں کہ اس کی کیا حالت ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہے، محکمہ نے ان کو دیا ہے لیکن Ground پہ اس کے بالکل الٹ ہے، دن اور رات کا فرق ہے، میری یہ ریکویسٹ ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ کہتے ہیں کہ آئندہ سال کے اندر ہم ان چیزوں کو جو آپ نے نشاندہی کی ہے، حل کر رہے ہیں۔

<u>جناب وقار احمد خان:</u> منسٹر صاحب نے Assurance کرائی ہے، ان شاءاللہ میں نے جو مسئلے اٹھائے ہیں، یہ ان شاءاللہ ضرور حل کریں گے۔

<u>جناب سپیکر:</u> ان شاءاللہ، تھینک یو۔

مجلس قائمہ نمبر 1 برائے قواعد، انضباط و طریقہ کار، استحقاقات اور سرکاری یقین دہانیوں کی رپورٹ کی مدت میں توسیع

<u>Mr. Speaker:</u> Mr. Mehmood Jan, Deputy Speaker, Chairperson of the Standing Committee No. 1, on Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, Privileges and Implementation of Government Assurances, to please move for extension in time to present report of the Committee, in the House.

<u>Mr. Mehmood Jan (Deputy Speaker)</u>: Thank you, Speaker Sahib. I wish to move under sub rule-1 of rule-60 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules 1988 that time for presentation of the report of

Standing Committee No.1, on Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, Privileges and Implementation of Government Assurances may be extended till date and I may be allowed to present the report in the House.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the extension in time may be granted to present the report of the Committee in the House? Those who are in favour of it may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The extension in time is granted.

مجلس قائمہ نمبر 1 برائے قواعد، انضباط و طریقہ کار، استحقاقات اور سرکاری یقین دہانیوں کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Ji, Mehmood Jan Sahib, Deputy Speaker / Chairperson of Standing Committee No. 1, on Procedure and Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances, to please present the report of the Committee, in the House

Mr. Deputy Speaker: Thank you, Mr. Speaker Sahib. I wish to present the report of Standing Committee No.1, on Procedure and Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances in the House.

Mr. Speaker: It stands presented.

Mr. Deputy Speaker: Thank you.

مجلس قائمہ نمبر 1 برائے قواعد، انضباط و طریقہ کار، استحقاقات اور سرکاری یقین دہانیوں کی رپورٹ کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: Mr. Mahmood Jan, Deputy Speaker / Chairperson of the Standing Committee No. 1, on Procedure and Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances, to please move that the report of the Committee may be adopted.

Mr. Deputy Speaker: Thank you, Mr. Speaker Sahib. I wish to present the report of Standing Committee No. 1, on Procedure and Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances may be adopted.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the report of Standing Committee No. 1, on Procedure and Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The report is adopted.

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: رپورٹ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: احتشام جاوید صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے، اس کے بعد آپ کو بھی دے دیتا ہوں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: میں اس رپورٹ پہ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، اس رپورٹ پہ بات کر رہی ہے، آپ بتائیں، نعیمہ کشور صاحبہ کا مائیک Open کریں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، اس کمیٹی کی رپورٹ Present ہوئی ہے، اچھی بات ہے لیکن ہم امید کریں گے کہ اس کمیٹی نے جو اتنا اچھا کام کیا ہے، جو Rules میں انہوں نے امنڈ منٹس کی ہیں، تقریباً تیس چالیس سال سے ہمارے Rules amend نہیں ہوئے، وقت کے ساتھ ساتھ بہت ضروری ہے کہ ہمارے جو Rules and Procedure ہیں، اس کو Amend ہونا چاہیئے، اس کمیٹی نے کچھ کام کیا ہے، اس نے بہت کام کیا ہے، تقریباً Eighty ninety percent اس پہ کام ہو چکا ہے، ہماری ریکویسٹ ہو گی کہ وہ جلد از جلد Present ہو اور ہمارے Rules amend ہوں تاکہ ہمارے اس ہاؤس کو چلانے میں جو مشکلات ہیں، ایک کو ئسچن آتا ہے، اس پہ ہم پانچ پانچ سوال کرتے ہیں، ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے، بہت ساری چیزوں میں مشکلات ہیں، ہماری Rules and Procedure Committee ہے، کل بھی ہم جو ڈسکس کر رہے تھے کہ جو ہماری ایڈوائزری کمیٹی ہے، ہم نے امنڈ منٹس دی تھیں، ہماری ریکویسٹ ہو گی کہ وہ جلد از جلد Present ہو جائے کیونکہ اتنا ٹائم ابھی نہیں ہے، ہماری گورنمنٹ کا بھی Last سال اس بجٹ کے بعد شروع ہو جائے گا، ہماری اس کمیٹی کے چیئرمین

سے اور اس کمیٹی کے ممبران سے ریکویسٹ ہوگی کہ اس کو اگر جلد از جلد فائنل کیا جائے، وہ Present کیا جائے، یہ ہاؤس اس کو پاس کر دے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

Mr. Speaker: Okay.

محترمہ نعیمہ کشور خان: میری ریکویسٹ ہوگی کہ اس کو Present کریں، بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: جی محمود جان صاحب۔

جناب محمود جان (ڈپٹی سپیکر): .Thank you very much ہماری Sister نے اچھی بات کی، جیسا کہ آپ کو پتہ ہے، آپ کے زیر سایہ، آپ کی Instructions کے بعد ہم نے کمیٹی پہ کام شروع کیا، 1988 کے بعد فرسٹ ٹائم اس اسمبلی کے Rules نئے بنیں گے، ان شاء اللہ ایسے Rules بنیں گے جو تمام صوبوں سے بہتر ہوں گے، پرانے Rules کو ہم Repeal کریں گے اور نئے Rules پہ ہم Almost کام Complete کر چکے ہیں، ان شاء اللہ بجٹ اجلاس جیسے ہی ختم ہوگا، اس کے بعد ہم اس کو فائنل کریں گے۔

Mr. Speaker: Okay.

Mr. Deputy Speaker: Thank you.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ احتشام جاوید صاحب!

جناب احتشام جاوید: شکریہ جناب سپیکر صاحب، آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پہ موقع دیا ہے، میں نے اس ایشو کے متعلق توجہ دلاؤ نوٹس بھی جمع کیا تھا، دو دن پہلے آپ کی مہربانی سے ایجنڈے میں آیا تھا لیکن کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے کچھ ایجنڈا Lapsed ہو گیا تھا۔ چونکہ بجٹ کے دن ہیں، میں نے مناسب سمجھا کہ پوائنٹ آف آرڈر پہ اپنے ایشو کو ڈسکس کروں۔ جناب سپیکر صاحب، گزارش یہ ہے کہ پچھلی حکومت میں چیف منسٹر پرویز خان خٹک نے دس نئی تحصیلوں کا اعلان کیا تھا جن میں ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پنیالہ بھی شامل تھی، جنوری 2018ء میں کیبنٹ کی میٹنگ ہوئی اور اس میں ان دس نئی تحصیلوں کی Approval ہو گئی لیکن الیکشن کمیشن کی پابندیوں کی وجہ سے چونکہ الیکشن کا سال تھا، الیکشن کمیشن کی طرف سے پابندیاں لگ گئی تھیں اور وہ تحصیلیں Notify نہ ہو سکیں۔ جب یہ گورنمنٹ آئی، محمود خان صاحب سے میں نے ریکویسٹ کی، ان کے ڈی آئی خان وزٹ کے موقع پر انہوں نے اعلان بھی کیا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تحصیل پنیالہ بن کر رہے گی، وقتاً فوقتاً میری میٹنگز ان سے ہوئیں، میں نے Reminder بھی دیا لیکن تاحال پنیالہ

تحصیل کا نوٹیفکیشن نہیں ہو سکا۔ میری گزارش ہے کہ تحصیل پنیالہ کا جلد از جلد نوٹیفکیشن کیا جائے تاکہ آنے والے بجٹ میں اس کے لئے فنڈ مختص کیا جائے۔ تحصیل پنیالہ کی ڈی آئی خان کے علاقہ مروت کے لوگوں کو پہچان کی ضرورت ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ اس کے بننے سے ڈی آئی خان کے علاقہ مروت کے لوگوں کو ایک پہچان مل جائیگی۔ چونکہ سی پیک وہاں سے گزر رہی ہے، اب اس کی Importance اور بھی بڑھ گئی ہے، اس کے علاوہ حکومتی توجہ کا مرکز جو ہے، شیخ بدین، وہ بھی اس ایریا میں شامل ہے، میری گزارش ہے کہ جلد از جلد اس کو Notify کیا جائے، اس کے لئے آنے والے بجٹ میں فنڈ رکھا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب، ان کا کال اٹینشن ہے، یہ چاہتے ہیں کہ پنیالہ تحصیل جو پرویز خٹک صاحب کے دور میں اس کا اعلان ہوا تھا، نوٹیفکیشن الیکشن کمیشن کی پابندیوں کی وجہ سے نہیں ہو سکا، ابھی یہ کہتے ہیں کہ محمود خان چیف منسٹر صاحب گئے تھے، انہوں نے بھی وہاں پہ اعلان کیا تھا لیکن تاحال یہ پنیالہ تحصیل ڈی آئی خان Materialize نہیں ہو سکی۔

وزیر قانون: سر، ڈیٹیل ہم لے لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے، ویسے چونکہ ڈیٹیل آپ کے پاس یقیناً نہیں ہو گی۔

وزیر قانون: جی ڈیٹیل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ اس کی ڈیٹیل لے لیں۔

وزیر قانون: جی سر۔

جناب سپیکر: اور اگلا اجلاس جو Monday کو آ رہا ہے، اس میں ان کو ڈیٹیل دیدیں۔

وزیر قانون: جی سر۔

جناب فضل الہیٰ: جناب سپیکر صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، پہلے ملک صاحبہ نے ٹائم مانگا ہوا ہے، ملک صاحبہ کر لیں، پھر آپ کر لیں۔

محترمہ شگفتہ ملک: تھینک یو جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔

جناب فضل الہیٰ: جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے بعد، دیکھیں ایجنڈا آپ کا رہ جائے گا، پھر آج کے بعد، ابھی پھر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

محترمہ شگفتہ ملک: جناب سپیکر صاحب، پچھلے ایک ہفتے سے پشاور یونیورسٹی کے جو ملازمین ہیں، وہ احتجاج پہ ہیں، یہاں ہماری اسمبلی کے سامنے بھی انہوں نے احتجاج کیا، اس دن ان پہ لاٹھی چارج اور تشدد کیا گیا ہے، سب سے پہلے ہم ان کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، وہ پشاور یونیورسٹی میں ابھی بھی احتجاج پر بیٹھے ہیں، اساتذہ سے لے کر کلاس فور تک تمام ملازمین۔۔۔۔

جناب سپیکر: ڈیویلپمنٹ بجٹ کاٹ کر ان کو دے سکتے تو دیدیں، پھر نہ کوئی پل بنے گا، نہ کالج بنے گا، نہ یونیورسٹی بنے گی، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس کو گورنمنٹ اپنی سطح پر دیکھ رہی ہے۔

محترمہ شگفتہ ملک: نہیں سر، میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: اگر روز اس کے اوپر بات ہوتی ہے، آپ کس کس یونیورسٹی کو پیسے دینگے؟

محترمہ شگفتہ ملک: سر، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ ان کے جو مطالبات ہیں، Kindly حکومت کو چاہیئے کہ ان کے پاس بیٹھ جائے۔۔۔۔

Mr. Speaker: Universities are autonomous.

محترمہ شگفتہ ملک: سر، میں یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ احتجاج پہ ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: اب ہم کوشش کریں گے کہ اس کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

محترمہ شگفتہ ملک: وہ احتجاج پہ ہیں، حکومت کو چاہیئے کہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: کیونکہ روز یہ ایشو یہاں پہ آتا ہے اور وہ ٹائم Waste ہوتا ہے، یہ گورنمنٹ کے نوٹس میں ہے، گورنمنٹ اس کو دیکھ رہی ہے کہ کس طرح اس پہ منسٹر جو Concerned ہیں، ان کی Statement آچکی ہے، اس کو اب چھوڑ کر ہم ایجنڈے کے اوپر جاتے ہیں۔Discussion is adjourned۔ جی فضل الہیٰ صاحب! یونیورسٹی کے اوپر بات کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ نہ کریں۔

جناب فضل الہیٰ: شکریہ جناب سپیکر، اس میں میں نے بھی ان کے ساتھ بات کی ہے، میرے خیال میں اگر دو ممبران، تین ممبران جا کر ان کے ساتھ بیٹھ جائیں تو ان کے اتنے بڑے بڑے مسائل نہیں ہیں، میرے خیال میں یہ مسئلہ بہت خوش اسلوبی کے ساتھ اور اچھے طریقے سے حل ہو سکتا ہے، صرف کمیٹی کی

ضرورت ہے، ایک دو بندے اگر جائیں، ان کے ساتھ بیٹھ جائیں، اگر اس بارے میں کچھ نہیں ہو سکتا تو سیکنڈ کے لئے بھی ہم اس کو راضی کر سکتے ہیں سر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ان کے ایشوز ہیں۔

جناب فضل الہیٰ: کچھ کر سکتے ہیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے، اگر ہو جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: ابھی ادھر ہائر ایجوکیشن کے منسٹر۔

جناب فضل الہیٰ: کیونکہ یونیورسٹی کورونا کی وجہ سے آپ کو پتہ ہے کہ جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں، وہ بند تھے، ابھی وہ کھل رہے ہیں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے پاس بعض جائز ایشوز بھی ہیں، وہ بھی ڈسکس کرنے کے قابل ہیں، وہ نہیں ہیں یہاں پہ، آج وہ چھٹی پہ ہیں، نیکسٹ سیشن میں۔

جناب فضل الہیٰ: Monday کو کر لیں سر، وہ کہتے ہیں کہ Monday تک ہم آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی جا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے جو جائز مطالبات اگر حل ہو سکتے ہیں، ان کو کرنا چاہیئے۔

جناب فضل الہیٰ: سر، میں اور ملک صاحب جا کر ان کو کہہ دیں گے کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ یونیورسٹیز جو ہیں، یہ ہماری ایجوکیشن کے قلعے ہیں، اس میں ضرور جو گورنمنٹ کی طرف سے Possibility ہے وہ ہونی چاہیئے، ان سے Negotiate کرنا چاہیئے، بیٹھنا چاہیئے، Dialog ہی کسی بھی تنازعہ کا Solution ہے، وہ Dialog کرنا چاہیئے، میں منسٹر ہائر ایجوکیشن کو Direction دیتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ ایک اپنی کمیٹی بنالیں اور بیٹھ کر Dialog کریں، ٹھیک ہے۔

Discussion on prevailing price hike and unemployment in the Province, last agenda item. Ji, Khushdil Khan.

جناب منور خان: مجھے ایک منٹ دیدیں، پھر سے کہیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

Mr. Munawar Khan: Thank you, Sir.

جناب سپیکر: دیکھیں، اگر یوں آپ کھڑے ہوں گے تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا، یہ نہیں ہو سکتا، جب میں نے قرار دادیں روک لیں تو میں پوائنٹ آف آرڈر بھی روک لونگا، یہ پوائنٹ آف آرڈر کیا مذاق ہے، یہاں

میں گرین بک رکھونگا تاکہ پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب تمام آنریبل ممبرز کو سمجھ آجائے۔ خوشدل خان صاحب، مجھے آپ یہاں سے Guide بھی کریں، اس کا مطلب ہے کہ ہاؤس کے اندر اگر کوئی Constitution کی خلاف ورزی ہورہی ہے، ہاؤس رولز اور ریگولیشنز کے تحت نہیں چلایا جارہا ہو تو Any honourable Member can point out، وہ کھڑا ہو کر پوائنٹ آف آرڈر لے گا، پوائنٹ آف آرڈر پہ صرف وہی بات کرے گا، یہ قانون ہے، جیسے کنڈی صاحب نے اس دن کہا تھا۔۔۔۔

جناب منور خان: جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: That was original point of order، یہ ہے کہ میرے علاقے میں بجلی نہیں ہے، وہاں پانی نہیں ہے، پھر کال اٹینشن لائیں جو اس کا Proper طریقہ ہے، جی آپ کو میں نے ٹائم دیدیا، ایک منٹ، باقی نہیں۔

جناب منور خان: سر، میں نے آپ کو بتا بھی دیا، پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں یقیناً آپ کی بات صحیح ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب منور خان: سر، جب ہم اسلام آباد یو این ڈی پی میں اسی سلسلے میں گئے تھے، وہاں پہ ہمیں جو قومی اسمبلی کے سیکرٹری تھے، ہم نے یہ پوائنٹ اٹھایا کہ جب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہم بات کرنا چاہیں تو اس نے کہا کہ نہیں، پوائنٹ آف آرڈر آپ نہ کہیں، صرف سپیکر کہیں تو پھر اسی پہ آپ بات کر سکتے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ بات نہ کریں، جب تک کوئی Constitutional violation نہ ہو، کچھ اس قسم کی بات نہ ہو۔ تھینک یو سر، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: پتہ ہے، منور خان صاحب! یہاں مسئلہ یہ ہے، بھیڑ چال ہے، ایک کو اگر میں اجازت دیتا ہوں، دس اور پھر لینا شروع کر دیتے ہیں، ایک ہی قرارداد لے لیں تو بیس اور قراردادیں لے کر آجاتے ہیں، یہ نہیں ہونا چاہیئے، اپنا اپنا بزنس لائیں، پھر آپ جو مرضی ہے کریں۔

جناب منور خان: سر، یقیناً آپ کی بات صحیح ہے لیکن میں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب منور خان: میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں، جناب سپیکر! لکی کو۔۔۔۔۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اے خدایہ، ثناءاللہ صاحب! خوشدل خان نے اپنا۔

جناب منور خان: جناب سپیکر، پچھلے بجٹ میں لکی ڈسٹرکٹ کو ایک نرسنگ۔۔۔۔۔

جناب لائق محمد خان: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لائق خان! پھر مسئلہ ختم نہیں ہوگا، 12 بج گئے ہیں، ایک بجے نماز کا وقفہ ہو جائے گا، پوائنٹ آف آرڈر ختم کریں، آپ کے دو ایجنڈا آئیٹمز ہیں، یا تو ایجنڈا نہ دیا کریں، جب ایجنڈا دیتے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر پر یہ چیزیں نہ کریں، ایجنڈا بھی اپوزیشن کا ہے، یہ بزنس بھی اپوزیشن کا ہے۔

جناب منور خان: میں صرف دو منٹ لینا چاہتا ہوں، پچھلے بجٹ میں نرسنگ سکول کی منظوری ہوئی تھی، یہ آپ کے نالج میں بھی ہے کہ نرسنگ سکول پورے ڈسٹرکٹ بلکہ ڈویژن کے لئے ہوتا ہے، وہاں پہ اب حالات یہ ہیں کہ لوگ لکی ڈسٹرکٹ کے سارے سوشل میڈیا پہ اور عام لوگ چیخیں مار رہے ہیں کہ یہ نرسنگ سکول جو ہے وہ ایک دیہات میں بنا رہے ہیں، یہ کم از کم۔۔۔۔۔

جناب لائق محمد خان: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لائق خان! دس اور تیار ہیں تو پھر میں کیا کروں؟

جناب منور خان: سر، نہیں، میں بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جب میں Suspend کر دیتا ہوں، آپ کے باقی پوائنٹس ہیں، پھر پوائنٹ آف آرڈ سارے پڑھ لیں۔

جناب منور خان: نہیں، میں پچھلے بجٹ کی بات کر رہا ہوں، وہ سکول منظور ہوا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اور بھی لوگ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے ہاتھ اٹھا رہے ہیں۔

جناب منور خان: نرسنگ سکول منظور ہوا تھا، لوگوں کو کافی تشویش ہے کہ یہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا لیکن وہاں پہ وہ نرسنگ سکول ایک دیہات میں بنا رہے ہیں، جہاں پہ فیمیل کو جانا اتنا مشکل ہوگا کہ کوئی بھی فیمیل ایڈمیشن نہیں لے سکے گی، لہذا میں اسمبلی کے فلور پر ہیلتھ منسٹر کو اور ہیلتھ

سیکرٹری کو Inform کرنا چاہتا ہوں کہ لکی ڈسٹرکٹ کے لوگ اس پہ ناراض ہیں، خدا کے لئے یہ Site اپنے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے ساتھ بلکہ اس ہسپتال میں جگہ ہے، اسی میں یہ نرسنگ سکول تعمیر کیا جائے تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک نرسنگ سکول دیہات میں دور دراز علاقے میں بنا رہے ہیں، اسی پہ جو ایم پی اے صاحبہ لکی مروت سے Belong کرتی ہیں، اس کو بھی میں ریکویسٹ کروں گا کہ اس پر وہ بھی بات کریں کیونکہ لکی ڈسٹرکٹ کے سارے لوگ اس پہ کافی ناراض ہیں، یہ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہم اسمبلی کے گیٹ پہ وہاں آئیں گے، وہاں پہ احتجاج کریں گے۔ تھینک یو مسٹر سپیکر۔

جناب سپیکر: آپ Respond کرتے ہیں، جی شاہ محمد وزیر صاحب! .Respond, please وزیر صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب شاہ محمد خان (وزیر ٹرانسپورٹ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر، منور خان صاحب نے بات کی، یہ تحصیل غزنی خیل میں بن رہا ہے، تحصیل غزنی خیل بھی ڈسٹرکٹ لکی کا حصہ ہے، مین روڈ پہ ہے جو نشاندہی لکی نرسنگ کالج کے لئے ہو چکی ہے وہ بالکل طریقہ کار کے مطابق ہوئی ہے، ہشام انعام اللہ صاحب وزیر صحت تھے، اس کے دور میں، ہم ان سے گزارش کرتے ہیں، منور خان صاحب، ڈیویلپمنٹ کاموں پر سیاست نہیں کرنا چاہیئے، اس کو سپورٹ کرنا چاہیئے، اس کو Disturb نہیں کرنا چاہیے، شکریہ۔

محترمہ آسیہ صالح خٹک: جناب سپیکر صاحب! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں ایجنڈا چھوڑ دوں، کیا کروں؟ دیکھیں، میں پوائنٹ آف آرڈر اس لئے نہیں دیتا کہ ہر چیز پر ڈسکشن نہیں ہوتی، پوائنٹ آف آرڈر پہ بھی کوئی ڈسکشن نہیں ہوتی، کال اٹنشن پہ بھی کوئی ڈسکشن نہیں ہوتی، صرف کوئسچنز کے اوپر سپلیمنٹری کوئسچنز آتے ہیں، براہ مہربانی تمام ممبر Rules کا مطالعہ کریں تاکہ کوئی آپ کو پریشانی نہ ہو اور نہ مجھے ہو۔

(شور)

محترمہ آسیہ صالح خٹک: جناب سپیکر صاحب، میں آپ سے یہ ریکوسٹ کروں گی کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اور بات بتادیتا ہوں، تمام آنریبل ممبرز کو، دیکھیں، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینا کسی منسٹر کی Responsibility نہیں ہے، پوائنٹ آف آرڈر، ایک اخبار میں بس خبر لگانی ہے وہ بھی ہمارے صحافی برادری کی مرضی ہے کہ لگائیں یا نہ لگائیں، دو تین پوائنٹس آف آرڈر ہوں تو وہ لگادیں، پچاس کو وہ بھی نہیں لگائیں گے، تو یہ ہوا میں اڑ جاتی ہے، ہاؤس کا قیمتی ٹائم ضائع ہو جاتا ہے، آپ لائیں کال اٹینشن تاکہ اس کا جواب منسٹر یا دوسرا منسٹر اس کا جواب دیں، آپ کے کال اٹینشن کا مسئلہ حل ہو گا، وہ Highlight بھی ہو گا، گورنمنٹ کے نوٹس میں بھی آئے گا، کریں جی، جتنے لوگوں کی مرضی ہے، پوائنٹ آف آرڈر کریں، میں ایک دو دن میں اجلاس ویسے بھی Prorogue کروں گا۔

محترمہ آسیہ صالح خٹک: جناب سپیکر صاحب، میں بھی اس پہ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: کریں جی، آپ بھی بات کریں، لائق خان، آپ بھی کریں، آپ بھی بات کریں، جتنے لوگ مرضی ہے، بات کریں، بابک صاحب، کل آپ کو یاد ہو گا، آپ نے یہی بات کی تھی کہ وہاں پہ ہمارا ایجنڈا رہ جاتا ہے، ہمارے ہی ممبرز جو ہیں وہ ایجنڈے کو آگے نہیں بڑھنے دیتے، اب مجھے بتائیں، آپ بیٹھ کر خدا کے لئے آپس میں کوئی فیصلہ کریں یا ایجنڈے پہ جائیں، پوائنٹ آف آرڈر پہ جائیں، اب میں کیا کروں؟

محترمہ آسیہ صالح خٹک: جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس پہ بات کریں پلیز۔

محترمہ آسیہ صالح خٹک: جناب سپیکر صاحب، اسمبلی کے فلور پہ بات کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ یہ رجسٹرڈ ہو اور جو بات یہاں پر ہوتی ہے، اس میں ہم لوگ اپنی سیاست نہیں کرتے، اپنے محلے، اپنے علاقے، اپنی قوم، اپنے علاقے کے مکینوں اور ان لوگوں کی بھلائی کی بات کرتے ہیں، میں اس پہ منور خان صاحب کو بالکل سپورٹ کروں گی، میں اس بات پہ Endorse کروں گی کہ واقعی جو نرسنگ سکول تھا، یہ غزنی خیل کے بجائے لکی مروت میں ہونا چاہیئے تھا، چونکہ لکی مروت کی آبادی بہت ہے، وہ سائز میں اس سے بہت بڑا ہے، (تالیاں) اس میں سیاست کی بات نہیں ہے لیکن اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے جو بہتری ہو گی، ہم لوگ اس پہ بات کریں گے۔ دوسرا یہ کہ جہاں پر ظاہر ہے کچھ عرصہ پہلے یہاں پہ ایک ہسپتال بنایا گیا جو کہ سٹی سے اتنا دور تھا کہ غریب لوگ اس ہسپتال جانے کے قابل نہیں ہیں، پچھلے کوئی دس پندرہ سال سے

اگر آپ ان کا ڈیٹا نکالیں، صرف اس وجہ سے کہ غلط قسم کی پلاننگ ہوئی تھی، غلط طریقے سے سٹی سے باہر غریب عوام سرکاری ہسپتال کس طرح جائیں گے؟ اگر رات کو دو بجے کوئی ایمرجنسی ہے تو وہ کرائے کی گاڑی میں بیٹھ کر باہر ہسپتال میں جائیں گے، آج کے فیصلے پہ منور صاحب آواز اٹھا رہے ہیں، میں لکی مروت کے عوام کی بیٹی اسی بات کو میں Endorse کرنا چاہتی ہوں کہ وہ بھی ایک غلط فیصلہ تھا کہ یہ ہسپتال باہر لے کر گئے ہیں، آپ اگر اس کا ڈیٹا نکالیں، آپ پوچھیں کہ It is an underutilized hospital، نہ اس کا عملہ آتا ہے، نہ وہاں پہ لوگ آتے ہیں، کیا وجہ ہے؟ وہ یہی وجہ تھی کہ وہ باہر بنایا گیا تھا، یہ جو ٹیچنگ ہاسپٹل ہے، ایسی جگہ پہ بنانا چاہیئے جہاں پہ لوگ آسکیں، لوگ اس کو Utilize کر سکیں اور اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میری بھی منسٹر صاحب سے ریکویسٹ ہوگی کہ اس کو مین لکی سٹی سے باہر نکالا جائے، اس کو مین سٹی میں بنایا جائے کیونکہ وہی ہمارا مین سٹی ہے، وہاں پہ لوگ اس سے Benefit زیادہ لیں گے، میں اس پہ منسٹر صاحب کو بھی اور سپیکر صاحب آپ کے توسط سے اور اس ایوان کے توسط سے ریکویسٹ کروں گی کہ جو سرکاری ہاسپٹل بنایا گیا تھا، اس طرح کا یہ Setup بھی نقصان میں جائے اور فائدہ نہ ہو، چند لوگوں کے فائدے کی وجہ یہ باقی پورے شہر کو نقصان ہو۔

جناب سپیکر: اسی کو کال اٹینشن پہ لائیں، مجھے بھی میرے سٹاف نے بتایا ہے کہ یہ جو باتیں عام طور پر کرتے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پہ، یہ کوئی ریکارڈ پہ نہیں آتیں، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، سوائے اخبار کی خبر کے، اگر وہ بھی لگانا چاہیں یا نہ لگائیں تو وہ ان کی مرضی ہے۔ Let start again، منسٹر لاء یہ بتائیں کہ جو آئٹم نمبر 6 ہے، اس کو Conclude کون کرے گا؟

وزیر قانون: سر، ابھی ہم پوائنٹس لے لیں گے، یہ تو Obviously چلے گا۔

جناب سپیکر: اس پہ ڈیبیٹ تو ہوگئی ہے۔

وزیر قانون: یہ آئٹم نمبر 6 کونسا ہے؟

جناب سپیکر: جاری ہے، ایک دو ممبرز بات کریں گے لیکن پھر اس کو Conclude کرنا ہے، کسی نے اس کے اوپر، ذرا Be attentive۔

وزیر قانون: ایجنڈے پر یہ آئٹم نمبر 6 کونسا ہے؟ میرے پاس تو اس طرح۔۔۔۔

گزشتہ اجلاس کی کارروائی سے پیوستہ آئندہ بجٹ برائے مالی سال 2021-22 پر تجاویز

Mr. Speaker: Item No. 6. Outstanding business from previous sitting, discussion on Budget.

بجٹ تجاویز پر بحث ہے، ایم پی اے حافظ عصام الدین صاحب بجٹ کے اوپر بات کریں گے۔ حافظ صاحب! آپ بات کریں، بجٹ پہ بات کریں گے، آپ نے بھی اسی کے اوپر بات کرنا تھی، خوشدل خان صاحب! بجٹ کے اوپر اس کے بعد آپ، پھر ثناء اللہ صاحب بات کریں گے، ان کے بعد، Okay، حافظ صاحب! آپ بات کریں۔

حافظ عصام الدین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب، شکریہ۔ گزشتہ رواں مالی سال کا بجٹ جب پیش کیا گیا تھا تو اس میں وزیر خزانہ صاحب فرما رہے تھے کہ فاٹا کے لئے ہم نے 187 ارب روپے رکھے ہیں لیکن رواں مالی سال کی جو رپورٹ ہے، حکومت کی طرف سے وہ غالباً یہ ہے کہ تیرہ چودہ ارب روپے ہم نے فاٹا میں خرچ کئے ہیں لیکن میرے اپنے حلقے جنوبی وزیرستان کا حال یہ ہے کہ موجودہ سال میں تیس ایسے صحت کے مراکز جن میں سے فاٹا میں صحت کے لئے نئے ہسپتال بنانا وہ تو دور کی بات ہے، نئے ہسپتال بنائے جاتے، نئے سکول بنائے جاتے، نئے کالج اور یونیورسٹیاں تعمیر کی جاتیں لیکن حال یہ ہے کہ جنوبی وزیرستان کا یہاں شاید ہیلتھ کا کوئی آفیسر بیٹھا ہو، ریکارڈ پر ہے کہ جنوبی وزیرستان سے تیس صحت کے مراکز کو ختم کیا گیا ہے، جناب سپیکر! یہ کس Rule کی بنیاد پر ختم کیا گیا، کس قانون کی بنیاد پر ختم کیا گیا؟ یہاں پر منسٹر حضرات بیٹھے ہیں، ان کی توجہ ہم اس طرف دلاتے ہیں کہ اس حکومت نے فاٹا کے ساتھ بڑے بڑے وعدے کئے تھے، مجھے اس سوال کا جواب چاہیئے۔ ایسے تیس صحت کے مراکز جن میں پندرہ بیس کی بلڈنگز بھی تعمیر ہو چکی تھیں اور کچھ ایسے تھے جن کی بلڈنگز زیر تعمیر تھیں، ان میں سے تیس اکثر ایسے ہیں جنہیں سٹاف بھی دیا گیا تھا، ابھی ان کی فعالی، اگر فعال نہیں ہیں تو اس میں ہماری کمی ہے یا حکومت کی غیر ذمہ داری کی واضح ثبوت ہے، ان کو فعال کیا جانا چاہیئے تھا۔ وہاں تو ہمیں علاج کے لئے پٹی باندھنے کے لئے بھی کوئی ہسپتال موجود نہیں ہے، ان کو فعال کیا جانا چاہیئے تھا، ہمیں نئے ہسپتال دیئے جانے چاہئیں لیکن انہیں کس بنیاد پر ختم کیا گیا، اگر صرف وہاں سے اس بنیاد پر انہیں ختم کیا گیا ہے کہ وہ فعال نہیں تھے تو کیا باقی پورے پاکستان میں اور اس کے پی میں ایسے ہسپتال نہیں جو فعال نہیں ہیں؟ کیا یہاں باقی کے پی میں ایسے

ہسپتال یا بی ایچ یوز، آر ایچ سیز نہیں ہیں جو کہ فعال نہیں ہیں؟ پھر تو انہیں بھی ختم کیا جانا چاہیئے، لہذا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمیں آئندہ مالی سال میں ایک روپیہ بھی نہ دو لیکن جو پہلے سے ہمیں ہسپتال پچھلی حکومتوں نے تعمیر کرکے دیئے ہیں، پچھلی حکومتونوں نے سکول تعمیر کرکے ہمیں دیئے ہیں، انہیں فعال کیا جائے، وہ ختم نہ کئے جائیں۔ ابھی ہماری معلومات میں مزید یہ بھی آرہا ہے کہ پچیس سے تیس تک سکول بھی ختم کئے جارہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Brief discussion، شارٹ تجاویز دیں تاکہ زیادہ ممبرز بات کرسکیں، سارا ٹائم I cannot give you، Maulana Sahib, please precise it.

حافظ عصام الدین: جی مختصر، ابھی معلومات یہ بھی آرہی ہیں، لہذا میرا مطالبہ یہ ہے، آپ کی وساطت سے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے جو پوائنٹس ہیں، One, two, three فور بتائیں تاکہ وہ نوٹ کریں، آپ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ان شاءاللہ ہم بھی کوشش کریں گے۔

حافظ عصام الدین: پہلے میری ڈیمانڈ یہ ہے کہ جو تیس صحت کے مراکز ہیں، انہیں ختم کرنے کے لئے جو آرڈر کیا ہے، وہ آرڈر واپس کیا جائے، انہیں فعال کیا جائے، اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہے، آج ہی محکمہ ہیلتھ کو یہاں سے انسٹرکشن دی جائے کہ انہیں فعال کیا جائے اور جو ختم کئے گئے ہیں، یہ آرڈر واپس کیا جائے۔ مزید یہ کہ جن سکولوں کو ختم کیا گیا ہے، تعلیم گاہ کی حیثیت ختم کی جارہی ہے، اگر ایسی کوئی بات چل رہی ہے، ریکارڈ پر ہے، لہذا ایسی ڈسکشن نہ کی جائے، نئے سکول اگر ہمیں نہیں دیتے تو جو پہلے سے ہیں، انہیں ختم نہ کیا جائے، انہیں فعال کیا جائے۔ مزید یہ کہ 20-2019ء کی اے ڈی پی میں اس وقت پرائم منسٹر کا Hundred kilometer directive ہے، Hundred kilometer road پرائم منسٹر کا Directive ہے، اس پر ابھی تک کیوں کام نہیں ہو رہا؟ اس کا ابھی تک پی سی ون وغیرہ کیوں نہیں منگوائے جارہے ہیں؟۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بہت لمبی باتیں کرتے ہیں، ذرا مہربانی فرمائیں۔

حافظ عصام الدین: سر، میں مختصر کررہا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ سے بڑی ہمدردی ہے، مہربانی فرمائیں اور اپنے ممبرز پر ذرا شفقت بھی فرمائیں۔

حافظ عصا الدین: ٹھیک ہے، بس صرف دو منٹ میں، صرف دو منٹ میں Conclude کر رہا ہوں۔۔۔۔

جناب محمود احمد خان: جناب سپیکر،۔۔۔۔

جناب سپیکر: بٹنی صاحب! آپ کا کچھ ہے ہی نہیں، ادھر کس کے لئے۔

جناب محمود احمد خان: میں نے دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مجھے نہیں آیا ہے۔

حافظ عصام الدین: صرف دو منٹ میں Conclude کر رہا ہوں جناب سپیکر صاحب، آیا اس وجہ سے ہمیں ٹائم نہیں دیا جا رہا ہے کہ وہاں مسائل بہت زیادہ ہیں، یہاں ریکارڈ پر آئیں گے، جو پرائم منسٹر کا Hundred kilometer road ہے، کیا صرف اس بات کا انتظار ہے کہ آپ لوگوں کو نوازا جائے؟ جیسے ابھی میرے حلقے PK-113 میں ساٹھ سے ستر 70 کلو میٹر روڈ دیا گیا، کس کی Proposal پر دیا گیا، کس کو دیا گیا؟ صرف اپنے کارکنوں کو نوازا گیا، اس میں Feasibility کا کوئی معیار نہیں رکھا گیا۔ جناب سپیکر صاحب، سی ایم صاحب کی انسٹرکشن ہے کہ دس کلو میٹر۔۔۔۔

جناب سپیکر: .Thank you very much صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب! دو تین منٹ لیتے جائیں اور سارے بات کرتے جائیں، تجاویز دیں۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: جناب سپیکر صاحب، میرے خیال میں بارہ بجکر پندرہ منٹ ہوئے، مجھے ٹائم بتا دیں، اس میں Conclude کر دوں گا۔

جناب سپیکر: دو چار منٹ لیں، لمبی تقریر نہ کریں، تجویز دے، ٹائم کیسے بتاؤں، یہ اتنے ہیں، اگر ان کو پانچ پانچ منٹ دوں گا تو بھی جمعہ کی نماز ہمیں یہی پڑھنا پڑے گی، حافظ صاحب کی اقتدا میں۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: سر، تجاویز کے لئے تو ہم کئی دن۔۔۔۔

جناب سپیکر: تجاویز دیں، لمبی تقریر نہ کریں، تجاویز دیں، آپ اپنے حلقے کی بات کریں، کیا آپ کی Needs ہیں، کیا آپ چاہتے ہیں، وہ بات کریں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریه جناب سپیکر صاحب، زما حلقه PK-11 دیر بالا، په دې وخت کښې په هغې کښې که مونږه د اوبو د کمی خبره کوؤ، که مونږه د روډ خبره کوؤ، که زه د سکول خبره کوم، که د صحت خبره کوم، دا واحد حلقه ده، On the record تر اوسه پورې: ابھی تک کسی منتخب وزیر اعلیٰ نے PK-11 دیر بالا واڑی کا دورہ تک کسی نے بھی نہیں کیا، پچھلی حکومتوں میں یہ واحد حلقہ ہے، میں سب سے پہلے ریکویسٹ کروں گا، وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا جناب محمود خان صاحب کو کہ وہ ہمارا ہمسایہ بھی ہے، میرے اور ان کے حلقے ملے ہوئے ہیں، وہ وزٹ کر لیں، ہم بھی پاکستان کا حصہ ہیں، زمونږ خلقو هر وخت کښې قربانئ ورکړې دی، زمونږ د دیر خلقو د پاکستان په آزادئ کښې هم خپلې وینې توې کړې دی، د کشمیر په آزادئ کښې ئے هم وینې توې کړې دی خو مونږ ته هغه حق نه ملاویږی کوم چې زمونږ حق دے۔ اوس دا پی ایس ډی پی نن په مرکز کښې یو میټنگ روان دے، یو سکیم زمونږه د ټول دیر بالا او د دیر پایان چې هغه یو نهر دے جناب سپیکر صاحب، پکار ده چې هغه پی ایس ډی پی کښې شامل شی او ان شاء الله دا زما امید دے چې شاملیږی به، خو که اونه شی او مونږ سره کومه وعده شوې ده نو مونږه بیا په هغې باندې د هغوی خلاف به مونږ دا ټول د پی ټی آئی او که جماعت اسلامی دے او که هر څوک دی، مونږه به ټول په هغې باندې احتجاج کوؤ، دیر او سوات دا دوه ورونړه دی، دا زمونږه یو شان یو وطن دے، یو مو کلچر دے، مونږه مطالبه هم کوؤ، مونږه ته د 'موټر وے' اعلان هم شوے دے، پکار ده چې زمونږه سره کومه وعده شوې وه چې هغه د دې جون نه پس به په 'دیر موټر وے' باندې کار شروع کیږی، زما امید دے چې ان شاء الله تعالیٰ په دې 'موټر وے' باندې به کار شروع شی۔ مونږه که د یونیورسټئ خبره کوؤ، زما واحد کیمپس د بے نظیر بھټو کیمپس واړئ چې په هغې کښې اتلس سوه ماشومان نارینه او زنانه سبق وائی، هر جون کښې زه د وزیراعلیٰ د کور طوافونه کوم چې ماته زمکه واخلئ۔۔۔۔

Mr. Speaker: Conclude, please.

صاحبزادہ ثناء اللہ: ماته زمکه واخلئ، مونږه سیکشن فور کړے دے، اوسه پورې مونږه ته هغه ملاؤ نه شوه، مونږه ته پکار ده چې په دې مونږه ته سیکشن فور-----

جناب سپیکر: صاحبزادہ صاحب! ٹائم نہیں ہے، اگر آپ پوائنٹس دے دیں اور وہ نوٹ کر لیں، باقی آپ ان سے بات کر لیں تاکہ کچھ چیزیں آپ کے بجٹ میں آ جائیں، پوائنٹ دے دیں، One, two, three, four جیسے آپ نے یونیورسٹی والی بات کر دی۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر، زما په حلقه کښې د جینکو د پرائمری سکولونو انتہائی کمے دے، پکار ده چې زما هغه ماشومان بچې چې هغه د تعلیم نه پاتې کیږی، لس لس او اته اته کلومیټره هغه پیدل نه شی تللې د پنځه کالو ماشومه، پکار ده چې هغه ماته پیکج راکړی، یو لس شل سکولونو په هغه حلقه کښې زمونږه ماشومان د سکول د نشتوالی په وجه باندې په زلزله کښې یو لس سکولونه Damage شوی دی، ماشومان په کهلاؤ میدان باندې سبق وائی خو زمونږه هغه سکولونه تر اوسه پورې جوړ نه شو۔ زه که د پبلک هیلتھ خبره کوم، دوه اے ډی پیز پاس شو، زما حلقې ته یو د پبلک هیلتھ سکیم نه دے ملاؤ شوے۔ دغه شان که زه تاسو ته د خپل هسپتال خبره اوکړم، نان ډیویلپمنټل باندې اپ گریډیشن شوے دے، د صحت زمونږه واحد هسپتال دے، د ډیرو بیمارانو او پی ډی په هغې کښې کیږی، جناب سپیکر صاحب، زمکه راسره موجود ده خو مونږه وایو چې په دې وطن کښې بے انصافی کیږی، چې کوم زورآور دے هغه زورآور هغه خپلو حلقو ته سکولونه هم راوړی او بے انصافی کوی، هغوی سره Already سکولونه موجود وی، مونږه وایو هغه علاقې چې هغه د تعلیم نه محرومه دی، که هغه د هیلتھ نه محرومه دی، مهربانی دې اوکړی، په دې بجټ کښې دې زمونږه پورا پورا حصه اوکړے شی، مونږه ته پته ده چې په وینا گانو باندې کار نه کیږی، دا مو یقین دے چې سیاحتی مقامات خدائے مونږه له راکړی دی، مونږه ته الله رب العزت په خپل قدرت باندې بنائسته مقامات راکړی دی خو زه تپوس کوم چې نن د دواړئ سب ډویژن هغه بنائسته علاقه چې د سیل د پاره مشهوره ده، یو روډ ورته نشته دے۔

Mr. Speaker: Thank you.

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب، په دې اے ډی پی کښې مونږه ته یو سیاحتی روډ نه دے شامل شوے------

Mr. Speaker: Thank you.

صاحبزادہ ثناءاللہ: د حکومت نه زما درخواست دا دے چې هغوی ته دې روډونه جوړ کړے شی، زه خپله خبره په دوه منټه کښې Conclude کوم، ختموم، دا خبرې ځکه کوؤ چې زمونږه نن د دې ملک د ټولو نه زیات محنت کش خلق په خلیجی ممالک کښېډ دیر دی، 11 لاکھ 80 هزار کسان زمونږه د اپر او دیر لوئر په خلیج کښې دی-----

جناب سپیکر: خلیج کا بجٹ یہاں نہیں پیش ہو رہا ہے، ادھر کی بات کریں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب، هغوی دومره آمدن دې وطن ته راوړی خو د هغوی د بچو، د هغوی د مستقبل هم څه خیال نه ساتلے کیږی، زما درخواست دا دے، زما سوال دا دے چې وزیراعلیٰ صاحب دې راشی او د دغه حلقې هغه خلقو ته دې خپل حق ورکړی۔ ډیره مهربانی، شکریه۔

جناب سپیکر: لائق خان صاحب۔

جناب لائق محمد خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میرا تعلق ایسے ضلع سے ہے جو کہ گزشتہ چار سو سال ٹرائیبل رہا، 2011ء میں امیر حیدر خان ہوتی صاحب نے ضلع کا درجہ دیا۔ جناب سپیکر صاحب، آپ تھوڑی سی اگر توجہ دے دیں، یہ گزارش سننے کی ہے، سروے آف پاکستان کے مطابق جو اس دسمبر میں ہوا تھا، پورے پاکستان میں ضلع تورغر سب سے زیادہ پسماندہ نکلا، افسوس کی بات یہ ہے کہ تربیلا ڈیم جو کہ پاکستان کو اربوں، کھربوں روپے دے رہا ہے، اس میں میرے تورغر کے ایک سو سے زیادہ دیہات زیر آب آئے، ہماری قبرستانیں، مسجدیں شہید ہوئیں، اس کا عوض ابھی تک وہ معاوضہ میرے تورغر کے لوگوں کو نہیں ملا۔ ابھی تین سال اس حکومت کے ہو گئے، تورغر ضلع ہے اور ضلع میں ہائی سیکنڈری سکول نہیں، ضلع ہے اور ضلع میں کالج نہیں ہے، ضلع ہے اور ضلع میں سول ہسپتال نہیں ہے، میرا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ انصاف ہونا چاہیئے۔ میں صوبائی وزیر اعلیٰ صاحب سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں، اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے جب پورے ملک میں سب سے زیادہ پسماندہ ضلع وہ تورغر ہے، بجلی کی سب سے زیادہ رائیلٹی تورغر

کی اس زمین پر ہے، اسلام آباد اور پشاور کو بجلی مہیا ہو رہی ہے، ہمیں رائیلٹی بھی نہیں مل رہی ہے، اس زمین کے پیسے بھی ابھی تک نہیں ملے، مہربانی کرکے پانی نہیں ہے، سکول نہیں ہے، کالج نہیں، روڈ نہیں ہے، میرے خیال میں اس کے علاوہ اور ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں، وہاں پر مہربانی کرکے صوبائی حکومت سے یہ اپیل ہے، آپ کچھ رولنگ دے دیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اور آپ پر مزید فضل کریں، آپ کا مزید اقبال بلند ہوگا، ایک غریب ضلع کے ساتھ آپ تھوڑی سی امداد اور ہمدردی کریں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کے ضلع کے لئے اور حلقے کے لئے ان شاءاللہ پوری کوشش کرینگے۔ جی میر کلام صاحب، دو دو منٹ لیتے جائیں، بہت زیادہ ہے اور پھر Conclude بھی کرنا ہے۔

جناب میر کلام خان: تھینک یو جناب سپیکر صاحب، پہ قبائلی علاقو کښې یوه خبره دا کیږی، زه بالکل To the point خبره کوم چې ټائم هم بچ شی او نور ملگری هم خبره کوی، یوه خبره دا کیږی چې هلته کوم موجوده سکولونه او هسپتالونه جوړ شوی دی، په هغې کښې ځنې کینسل کوی، دا په دې فلور باندې زه وایم، ډیر په ډاگه ئے وایم چې که اضافی حکومت نه شی راکولے، دا تیار سکول او هسپتال د چا پلار هم زمونږه نه ختمولې نه شی او نه ئے ختمولو ته ورکوؤ، دا دې یوه خبره۔ دویمه خبره دا ده چې د میران شاه بازار، د میر علی بازار، د دته خیل بازار، د دیگان بازار، د غلام خان بازار، د بارگین ایسوسی ایشن، د دې د ټولو Compensation پاتې دے، د هغې د پاره دې په بجټ کښې روپئ کیښنودلې شی او د دې دې خیال اوساتلے شی۔

جناب سپیکر: یہ لاء منسٹر کدھر ہے، پوائنٹس نوٹ کریں، لاء منسٹر صاحب ہاؤس میں رہیں، پوائنٹس نوٹ کریں۔ ریاض صاحب، آپ کرینگے، ریاض صاحب کرینگے، لاء منسٹر کرینگے، But where is the Law Minister، بجٹ کے اوپر Conclude آپ کرینگے، .Okay شاہ محمد وزیر صاحب کرینگے۔

جناب میر کلام خان: بس مسئله خو دا ده چې ځوک پوائنټ هم نه نوټ کوی او بیا دلته د یو منټ خبرو کولو اجازت هم نه ملاویږی----

جناب سپیکر: نہیں، وہ نوٹ کر رہے ہیں، شاہ محمد وزیر صاحب نوٹ کر رہے ہیں۔

جناب میر کلام خان: ٹھیک دہ۔ پہ دریم نمبر باندې زما پہ حلقہ کښې د تہ خیل تحصیل د پارہ دوہ اربہ روپئ ایښودې شوې وې، Special Integrated Program نوم ئے ورکړے وو، هغه د بل چا پہ وینا باندې، د نورو نادیدہ قوتونو پہ وینا باندې هغه پروګرام ختم کړے شو، پہ هغې کښې پہ د تہ خیل تحصیل کښې ګرډ سټیشن جوړول وو او نورې مسئلې هلتہ حل کول وو، هغه پیسې ختم کړې شوې دی، هغه پہ تیر کال اے ډی پی کښې هم راغلې وې، تیاری هم ورتہ شوې وه، هغه سکیم دې پہ دې بجټ کښې واپس راوستے شی۔ بل چې کوم دے، زمونږه سره پہ شمالی وزیرستان کښې درې ډویژنه دی، سب ډویژن میر علی، سب ډویژن میران شاہ، سب ډویژن رزمک، پہ دې دوہ ډویژنو کښې د هلکانو کالج شتہ، پہ سب ډویژن رزمک کښې د هلکانو کالج نشتہ، دغه دې منسټر صاحب ورسره نوټ کوی کنہ، ډیر ضروری دی، درې تحصیلونہ دی او پہ هغې کښې ډیره آبادی دہ۔ بلہ خبره دا دہ چې زمونږه آئی ډی پیز چې کوم دی، کډوال، د هغوی دپارہ سپیشل فنډ کیښودل، کوم چې پہ پاکستان کښې دلتہ دی، کہ پہ افغانستان کښې دی، د شوال تحصیل او د د تہ خیل تحصیل چې کوم کډوال دی، چې د هغوی د واپسئ د پارہ او بیا د هغوی هلتہ د ژوند د جوړولو د پارہ، هغوی د پارہ چې سپیشل پیسې کیښودلې شی۔ بل پوائنټ زما سره د رزمک او شوال چې زما د حلقې دوہ تحصیلونہ دی، چې دا انتهائی قیمتی سیاحتی مقامات دی، دا دې ټورازم سپاټس اوګرځولے شی، د هغې د پارہ دې سپیشل پیسې کیښودې شی۔ بلہ خبره دا چې د غلام خان دروازه چې کومہ دہ، د افغانستان سره، پہ هغې باندې اوس چې کوم زمونږ تجارت کیږی راکیږی، د هغې د پارہ دې د یویشتمې صدئ پہ سائنسی بنیادونو باندې هلتہ هغه ټیکنالوجی اولګولے شی چې د خلقو تګ راتګ هم پرې آسان شی، د ګاډو تګ راتګ هم زیات شی او سپیشل هلتہ د درې سوہ کسانو اجازت ورکړے شی چې هغه پیدل روزانہ خوست او میران شاہ تہ ځی راځی۔ د دې نہ علاوه بل یو Suggestion زما دا دے چې، ډیر ټائم نہ اخلم۔۔۔۔

Mr. Speaker: Conclude, please.

جناب میر کلام خان: Conclude کوم، زمونږ په علاقه کښې په هیلتھ او ایجوکیشن کښې ډیره مسئله د دې وجې نه ده چې هلته نان لوکل سټاف راځی، د نان لوکل سټاف د پاره زما Suggestion دا دے چې د هر تحصیل په سطح باندې دې یو یو بیچلر هاسټل جوړ شی، په هغې کښې که د کومې محکمې والا دی، که این جی او والا دی، که د هیلتھ وی، که ایجوکیشن وی، هغه په هغې کښې اوسیږی او سحر ئے خپلو خپلو ادارو ته اوړی او بیا ئے واپس رااوړی۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب میر کلام خان: ډیر تجویزونه دی، وخت کم دے، ملگری به هم خبره کوی، ډیره مهربانی، ډیره مننه۔

Mr. Speaker: Thank you very much. Mr. Akram Khan Durrani, honourable Opposition Leader.

جناب محمد اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ آج بجٹ کی تجاویز پر بحث ہو رہی ہے، ایک اچھا اقدام ہے۔ بجٹ کو اگر ہم دیکھیں کہ بجٹ کیا ہے؟ ہم پہلے یہ جانیں کہ بجٹ کیا ہوتا ہے، اس کو رکھنا کس طرح ہے؟ اگر ہم اس کو اپنے گھر کی مثال دیں، گھر کا ایک سربراہ ہوتا ہے، گھر کے سربراہ کے پاس خزانہ ہوتا ہے، اپنی جائیداد کو دیکھتے ہیں، اپنے وسائل کو دیکھتے ہیں، پھر انہی وسائل کے مطابق وہ سالانہ اخراجات کا تخمینہ لگا لیتے ہیں، گھر کا سربراہ اس تخمینے میں صحیح اندازہ لگا لیں تو وہ کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے گا، نہ کسی سے سوال کرے گا، اس کا خاندان خوشحال رہے گا۔ اسی طرح گھر کی مثال اس صوبے کی ہے، اس گھر کا یعنی صوبہ کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے، اس کے ساتھ کنبے ہوتے ہیں، اس کے وزیر بھی ہوتے ہیں، اس کے اس سائیڈ کے جو ایم پی ایز ہوتے ہیں وہ بھی ہوتے ہیں لیکن ہمارے ملک میں بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا اپنا علم یا سوچ اس حد تک نہیں ہوتی، وہاں پر جو ہمارا سیکرٹری پی اینڈ ڈی، اے سی ایس یا چیف سیکرٹری ہوتا ہے، وہ اپنے لوگوں کو بلا کر اپنی مرضی کا بجٹ بنا لیتے ہیں، اس کو خود اندازہ نہیں ہوتا کہ صوبے میں ہر ایک ضلع میں مشکل کیا ہے، وہاں پر ضروریات کیا ہیں، تعلیمی لحاظ سے وہاں پر کیا ضرورت ہیں؟ ہیلتھ کے حوالے سے وہاں پر لوگوں کی کیا مجبوریاں ہیں؟ مواصلات کے حوالے سے کونسا ایریا جہاں پر لوگوں کو آمدورفت میں تکلیف ہے؟ بجلی کا وہاں پر جو سسٹم ہے وہ کس طرح چلتا ہے، وہاں پر بجلی ہے کہ نہیں؟ جہاں پر آئل اینڈ گیس کے ذخائر ہیں، وہاں مزید گھروں کو پہنچانے کے لئے کیا طریقہ کار ہونا چاہیئے۔

بد قسمتی یہ ہے کہ وہ بجٹ بھی ہم اپنی مرضی، منشاء اور اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے رکھتے ہیں۔ میں آپ کو مثال دیدوں، پرویز خٹک اس صوبے کے وزیر اعلیٰ تھے، میں بھی وزیر اعلیٰ رہا ہوں، میں جب بھی بجٹ بناتا تھا تو بجٹ سے پہلے چوبیس اضلاع نہیں تھے، کم تھے، اس کا پورا وزٹ کرتا، وہاں پر ایم پی ایز کو اور پورے عوام کو ایک میدان میں جمع کر کے ایم پی ایز سٹیج پہ مطالبات پیش کرتے کہ یہاں پر پانی کی تکلیف ہے، یہاں پر ٹیوب ویل نہیں ہیں، یہاں پر ہسپتال کی کمی ہے، یہاں پر روڈ کی کمی ہے، اس ضلع میں یہ یہ مسائل ہیں، تو جو مسئلہ وہاں پہ آتا تھا، وہاں پر عوام کا ایک جم غفیر ہوتا تھا، اس کو ویلکم کہتے تھے، ہم کس طرح پھر دیکھتے تھے کہ اس میں Priority کونسی ہے، جب پورا مجمع کسی ایک سکیم پہ متفق ہوتا تو ہم کہتے تھے کہ یہ عوام کی آواز ہے، یہ چاہت جو ہے، یہ ضرورت جو ہے، یہ ایک عوامی مطالبہ ہے۔ اسی طرح میں نے آپ کے ہاں بھی کیا تھا، اسی طرح میں نے لودھی صاحب کے گھر میں بھی کیا تھا، اسی طرح میں نے باقی ممبران کے گھروں میں بھی کیا تھا، عوام خود اپنی تکلیف کا اظہار اپنے ایم پی ایز کو کرتے ہیں، اظہار اپنے وزراء کو کرتے ہیں لیکن یہاں پر بد قسمتی سے بجٹ جو تیار کرتا ہے وہ ہمارے جو ٹیکنو کریٹس ہیں، اپنے آپ کو زیادہ اس طرح سمجھتے ہیں کہ ہم عقل کل ہیں، میں ان سیکرٹریوں سے پوچھتا ہوں، آپ ان کے وزٹس نکالیں، ان دو سالوں میں کسی محکمے کا سیکرٹری جو ہے، جس ضلعے میں گیا ہو، اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو جمع کیا ہو، ایک سیکرٹری مجھے بتادیں، اس صوبے کا چیف سیکرٹری مجھے بتادیں کہ جو کسی ضلعے میں گیا ہو، وہاں پر عوامی مشکلات اس کو معلوم ہوں۔ جب سیکرٹری اور چیف سیکرٹری بجٹ بناتے ہیں، وہ دو سالوں میں اتنا بھی نہیں کر سکتے جو ایجوکیشن کا سیکرٹری ہے، وہ وہاں پر محکمہ تعلیم کے، یونیورسٹی کے لوگوں سے ملے، وائس چانسلر سے ملے، کالج کے پرنسپل کو ایک دن کے لئے ان کو اکٹھا کریں، ڈائریکٹر سکول جو ہے، وہاں پر سکول کے پرنسپل کو اکٹھا کریں، سی اینڈ ڈبلیو کا سیکرٹری جو ہے، وہاں پر مقامی ایکسئن سے پوچھیں کہ کونسے منصوبے ہیں، کب سے شروع ہیں، کتنا فنڈ درکار ہے، مزید آپ کو کیا تکلیف ہے؟ ایک نے بھی وزٹ نہیں کیا، جب یہ پورا صوبہ چلاتے ہیں، اپنے دفتروں میں جب اپنے حلقے کے لوگ اس کے پاس آتے ہیں، وہاں پر اس کے لئے سننے کا ٹائم نہیں ہوتا، آج کل کی بات ہے، میں جب بھی فون کرتا ہوں، میٹنگ جاری ہے، باہر Red light لگی ہوئی ہوتی ہے، آپس میں گپ شپ لگاتے ہیں، یا کرکٹ کا میچ دیکھتے ہیں، کبھی آپ فون کریں، فوری طور پر کوئی

سیکرٹری آپ کو نہیں ملے گا، یہ میٹنگ صبح سے شروع ہوتی ہے اور پھر شام تک جاری رہتی ہے۔ اکثر جب میں پوچھتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر کدھر ہے، کمشنر کدھر ہے، ڈی پی او کدھر ہے، ڈی آئی جی کدھر ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ کیبنٹ میں میٹنگ جاری ہے، اس ملک کا اس صوبے کا کیا ہو گا، اپنی اپنی سائز آپ دیکھ لیں، پہلے اپنا حجم آپ دیکھیں کہ آپ کے صوبے کے وسائل کتنے ہیں؟ اگر اپنے وسائل کو دیکھیں گے تو گھر کا سربراہ اس کے مطابق خرچ کرتا ہے، صوبے کا سربراہ بھی اسی وسائل کے مطابق خرچ کرتا ہے، یہاں پر جب ہم بجٹ بناتے ہیں، اس میں دو نمبری کرتے ہیں، اس میں ہم فارن فنڈ کے پراجیکٹس رکھتے ہیں کہ یہ ہمیں باہر سے پھر آئیں گے۔ ہم ایک دوسرا یہ کرتے ہیں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ ہمیں بجلی کا فنڈ دے گی، جو ہمارا اپنا حق ہے، آئل اینڈ گیس کا وہ بھی ہم رکھ لیتے ہیں، پھر اپنے وسائل جو صوبے کے ہیں، جو ٹیکسز ہیں، وہ بھی رکھتے ہیں، ایک بجٹ مجھے بتادیں جس میں ضمنی بجٹ کی اضافی رقم نہ مانگی گئی ہو، جو پہلے بجٹ سے زیادہ نہ ہو؟ اب اگر گھر کے سربراہ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے ٹیکسز کے وسائل کتنے ہیں، اندازا لگاتے ہیں، پھر بے حساب لگا کر تھوک کے حساب سے وہ آمدن آتی نہیں، یہاں پر ہم اسمبلی میں اس کو لے آتے ہیں، ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے، آج مجھے گورنمنٹ صرف یہ بتادے کہ میرے آئل اینڈ گیس کے کتنے پیسے ہیں جو اس صوبے کو مل رہے ہیں؟ اس سال ہمیں وفاق نے کتنا شیئر دیا ہے، ہائیڈل میں میرے کتنے پیسے ہیں؟ وفاق نے ابھی تک مجھے کتنے پیسے دیئے ہیں؟ اگر آپ اپنا حق وفاقی حکومت سے نہیں لے سکتے، آپ کو دے نہیں سکتے تو کیا یہ ایک مجرمانہ کام نہیں ہے کہ ہم اس اسمبلی کو دھوکا دے دیں، غلط اندازے دیں؟ جب سال آتا ہے تو وہ فگرز پورے نہیں ہوتے۔ جناب سپیکر صاحب! پرویز خٹک صاحب نے اتنے منصوبے شروع کئے ہیں جو اس صوبے کے وسائل سے بہت زیادہ ہیں، آپ کے گھر میں میں نے محمود خان صاحب سے کہا کہ دس حکومتیں اور بھی آجائیں لیکن یہ منصوبے Complete ہونے والے نہیں ہیں، اس نے کیوں اس طرح کیا؟ اس نے کہا کہ میں شروع کروں گا، بعد میں ہماری حکومت آنے والی نہیں ہے جو چیف منسٹر آئے گا وہ سنبھالے گا، اب خوش قسمتی ہے یا بد قسمتی ہے کہ وہی دوبارہ پی ٹی آئی کی حکومت آگئی، اگر میں آپ کو بتادوں، یہاں پر میرے وزیر صاحب بیٹھے ہیں، شاہ محمد خان، اس کو ایک روڈ دیا تھا، میریان روڈ اس کا نام ہے، تین سال یہ اور پانچ سال وہ، جب میریان روڈ کے لوگ آتے ہیں تو ایک جوڑا چھوٹا سا

بریف کیس بازار سے اپنے ساتھ لاتے ہیں کہ ہم جلدی کپڑے تبدیل کریں گے، کیونکہ وہ شہر کے لوگوں کو دکھانے کے قابل نہیں ہوتے، اس کے کپڑے اتنے گندے ہو جاتے ہیں کہ وہ باتھ روم جائے گا، پہلے نہائے گا، کپڑے تبدیل کر کے پھر لوگوں سے ملے گا۔ اس طرح پختون یار خان کے حلقے میں منڈان روڈ جو ریاض خان نے شروع کیا تھا، اس وقت اس کا یہ حال ہے کہ آپ ٹکی تک جائیں گے، یقین جانیئے وہاں پر آپ کا چہرہ جو ہے، اپنی بیوی بھی آپ کی شناخت نہیں کر سکتی، بیوی کو بھی باہر آپ حجرے میں اپنے آپ کو صاف کریں گے کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ میں وہی آدمی ہوں یا کوئی دوسرا آدمی ہوں، یہ پورے صوبے کا روڈوں کا حال ہے۔ سکولوں کو صرف شروع کیا ہے، بلڈنگ کبھی نہیں بنی، پورے آٹھ سالوں میں کوئی سیکنڈری سکول مکمل نہیں ہوا، آٹھ سالوں میں پورے صوبے میں کوئی ہائی سکول مکمل نہیں ہوا، جب آپ مزید نئی سکیموں کو شروع کریں گے، پیسے کس چیز پہ خرچ ہوتے ہیں؟ آج کل تو خرچ کرنے کے لئے دو چیزیں اس طرح ہیں کہ اس کا پھر آپ آڈٹ بھی کریں گے، اس کو پھر کسی اینٹی کرپشن یا دوسرے ادارے سے کریں گے، جو پیسے جلدی خرچ ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ بلین ٹری سونامی کے درخت خشک ہو گئے، ختم ہو گئے، ہم اسی میں حساب کرتے ہیں، ایک اور طریقہ بھی آیا ہے، بجٹ کو خرچ کرنے کے لئے اربوں کا، وہ کورونا ہے، کورونا میں بھی ایک آدمی پہ پچیس لاکھ روپے خرچ آتا ہے، صرف Panadol, Asomex اور تین چار گولیاں ہیں، وہ دیتے ہیں، Ventilator جب ہم خریدتے ہیں، باہر سے، اس کے لئے ہمیں بہت جلدی ہوتی ہے، چونکہ اس میں کمیشن ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب! میں ہمیشہ آپ سے درخواست کرتا ہوں، یہاں پر بات ہم کر رہے ہیں، آپ مجھے بتادیں، میری بات کو جو نوٹ کرنے والے یہاں پر فنانس کا کوئی ذمہ دار آدمی ہے۔۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: بیٹا، آپ مخاطب نہ ہو، میں آپ سے بات نہیں کرتا، آپ کے حلقے کی اچھائی کی بات کرتا ہوں، بیٹا، آپ اور میرے اوقات کیا ہیں جو اس۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سٹاف بیٹھا ہوا ہے، یہ شاہ محمد وزیر صاحب Respond کرینگے۔

قائد حزب اختلاف: آپ ہر ایک بات میں ٹانگ نہ اڑائیں، اپنے لیول پر ہم اگر بات کریں تو بیٹا، اچھا ہو گا، میں تو اس صوبے کے لیول پہ بات کر رہا ہوں، بیٹا، یہاں پر جب میری بات ہوتی ہے تو چیف منسٹر کے بعد ایک ضروری اہم پوسٹ اپوزیشن لیڈر کی ہے، میں جو پہیہ کہتا ہوں، ایک پہیہ ہے وزیر اعلیٰ اور ایک پہیہ ہے اکرم خان درانی، (تالیاں) لیکن سمجھانے میں وقت لگتا ہے، عمر میں بھی اتنی تربیت ضروری ہوتی ہے، وہ وقت کے ساتھ ساتھ ہی ملتی ہے، اپوزیشن لیڈر اگر وہاں پر شہباز شریف صاحب Pre budget میں تقریر کرتا ہے تو وہاں پر وزیر اعظم موجود ہوتا ہے، یہ اس کی حیثیت کی باتیں ہیں، جب اپوزیشن لیڈر بات کرتا ہے تو وزیر اعلیٰ موجود ہونا چاہیئے، یہ دونوں ایک جیسے ہیں، اس قسم کے لوگ جو ہیں، میں دوبارا اس صوبے کا اپوزیشن لیڈر رہا ہوں، یہ بہت کم لوگ ہیں، فوٹو نکالیں گے، کس کو نصیب ہے کہ دوبارہ آنا، کس کو نصیب ہو کہ وہ چیف منسٹر بھی رہا ہو اور فیڈرل منسٹر بھی رہا ہو، (تالیاں) یہ اوپر ذات کی مہربانیاں ہیں جس پہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ جب دیتا ہے تو آپ کو اندر سے بھی دیکھتا ہے، دماغ سے بھی، دل سے بھی، یہاں پر سارا ہال خالی ہے، آپ نے اب مجھے مزید خط بھیجا کہ بابک صاحب ختم کرنے پہ راضی ہے، بابک صاحب کا مسئلہ نہیں، راضی ہونے پہ یہ لوگ کہیں گے، کل میں آپ کو وہاں پہ لے گیا، میری سوچ بھی یہ تھی کہ اس طرح ہو لیکن جب اکثریت کا فیصلہ آجاتا ہے تو پھر میں ان کے ساتھ ہوں، ذاتی فیصلے اس پہ میں ٹھونس سکتا ہوں، نہ بابک صاحب اور نہ میں، (تالیاں) میں آج بھی آپ کو کہتا ہوں کہ اس اجلاس کو ابھی چلائیں، آپ اگر زبردستی سے اس کو ختم کریں گے تو وہ آپ کی اپنی مرضی ہے، اگر زبردستی کرینگے تو وہ سپیکر کا اختیار ہے، ہم شور مچادینگے لیکن بجٹ میں اس لئے کچھ ایسی باتیں کر رہا ہوں، جو ان سب کی ہیں، مجھے یہ بتادیں، یہ گورنمنٹ کے لوگ بابر نسیم صاحب مجھے بتادیں، یہ میرا بڑا پرانا جاننے والا اور سمجھ دار آدمی ہے، بجٹ کے حوالے سے آپ سے کسی نے تجویز لی ہے؟ کہا کہ ٹھیک ہے، اگر لی ہے تو خوش قسمت بندے ہو، اچھی بات ہے، میں دعا بھی کرتا ہوں، مجھے تو یہ بھی سمجھ ہے کہ میرے سپیکر سے بھی کسی نے تجویز نہیں لی ہے، میں جانتا ہوں، جاننے والا آدمی ہوں، وہ ڈاکٹر کیا ہے جو پچاس سال ڈاکٹری کرے اور پھر بھی نبض دیکھتا ہے، وہ ڈاکٹر نہیں ہوتا، نبض کے بغیر پچاس سال کا تجربہ کار آدمی سب کچھ جانتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ اس اسمبلی سے ایک تجویز دے دیں، خدارا اسلامیہ کالج کا کنٹرولر ہے یار جسٹرار

ہے، وہ خط لکھتا ہے، نوٹیفکیشن کرتا ہے کہ اس مہینے کی تنخواہ میرے پاس آتی ہے، اسلامیہ کالج اس صوبے کا شاہ رگ ہے، جو بھی Politician نکلا ہے، اس اسلامیہ کالج سے نکلا ہے، کوئی بھی ڈاکٹر نکلا ہے، اسلامیہ کالج سے نکلا ہے، کوئی بھی جرنیل نکلا ہے، اسلامیہ کالج سے نکلا ہے، کوئی بھی پروفیسر نکلا ہے، اسلامیہ کالج سے نکلا ہے، یہ وہ کالج ہے جس نے اس صوبے میں اچھے اچھے بیورکریٹس پیدا کئے ہیں، یہ وہ کالج ہے جس نے اچھے اچھے سیکرٹری پیدا کئے ہیں، یہ وہ کالج ہے جس نے اچھے اچھے ڈاکٹرز پیدا کئے ہیں، اس میں تنخواہ نہیں ہے، یونیورسٹی کے وائس چانسلر میرے ساتھ رابطے میں ہیں، ہمیں یہ منظور نہیں ہے کہ سٹوڈنٹس میں، تعلیم میں اضافہ کریں، آپ بھی ایجوکیشن سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کا اپنا بھی سکول ہے، آپ سے بہتر کون جانتا ہے، آپ کے گھر والوں سے کون بہتر جانتا ہے کہ سکول کا چلانا کس طرح ہوتا ہے، سکول کو کس طرح چلائیں گے؟ یہ لوگ نکلیں گے، ابھی یونیورسٹی کے لوگ جو ہیں وہ سارے ہڑتال پہ ہیں، اس کا وہ ایجنڈا آپ ذرا دیکھیں، آپ کے پاس آیا ہوگا، آپ کے پاس وسائل ہیں، اس ایجنڈے کے لئے، بجٹ میں ابھی چونکہ یونیورسٹیاں پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہیں، پراونشل گورنمنٹ بھی اس کو کچھ نہیں دے رہی، ہائر ایجوکیشن کمیشن بھی اس کو کچھ نہیں دے رہا تو کیسے یونیورسٹیاں چلیں گی؟ کیسے تعلیم Priority number one ہے؟ ملک میں دنیا میں تعلیم Priority number one ہیں یونیورسٹیاں، کالجز، میڈیکل کالجز، آپ نے تو موبائل بند کیا تھا، بلاول جو ہے وہ موبائل کے ساتھ۔۔۔۔

جناب سپیکر: بلاول صاحب کا موبائل جمع کرلیں، بلاول صاحب سے موبائل لے لیں۔

قائد حزب اختلاف: میں نے سپیکر صاحب کو کہا۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ لے آئیں، بلاول کا موبائل لے لیں، میں جو کہہ رہا ہوں، کوئی سٹاف والا جائے (قہقہہ) اگر زیادہ قیمتی ہے تو مجھے دیدیں۔

قائد حزب اختلاف: یہ سپیکر صاحب کو دیدیں۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جی درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، میں اس حکومت سے بڑے ادب سے مطالبہ کرتا ہوں، خدارا تعلیم پر توجہ دیں، تعلیم بنیاد ہے، اس ملک اور قوم کی دوسری جو دو چیزیں انتہائی فرسٹ اور سیکنڈ ہیں، ایک ہے تعلیم، ایک ہے اچھی صحت، اچھی صحت نہ ہو تو اچھی تعلیم ہو نہیں سکتی، تعلیم کے مواقع نہ ہوں، اچھی صحت نہ ہو تو پھر بھی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ ہسپتالوں کا حال آپ دیکھیں، ایسے ہسپتال بن گئے ہیں جو ویران بنے ہیں، ہسپتالوں میں ایک روپے کی دوائی نہیں ہے، ابھی جو بورڈ بنتا ہے، ہسپتالوں کا، اس ہسپتالوں کو کیا کہتے ہیں۔۔۔۔۔

ایک رکن: ایم ٹی آئی۔

قائد حزب اختلاف: ایم ٹی آئی میں جو بورڈ وہاں پر ہسپتال کے اندر ہوتا ہے، اس کا چناؤ میں آپ کو بتاؤں کہ اس کا چناؤ کون کرتا ہے، کس طرح کرتا ہے؟ میرے دادا کے نام پہ جو ہسپتال ہے، بنوں میں خلیفہ گل نواز اس بورڈ کا چیئرمین جو ہے، اس کی پشاور شہر میں بیوٹی پارلر کی دکان ہے، حیات آباد میں بھی تو وہی ہے، اس تعلیم کے لئے اور صحت کے لئے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے باہر سے ایک ڈپلومہ کیا Specialty ہے، Stem میں، (قہقہہ) دنیا میں عجوبے ہوتے تھے، پہلے بورڈ کا ایک ممبر میرے پاس آیا، میرا ذاتی دوست بھی ہے، اچھے خاندان کا بھی ہے، طارق نام ہے، بنوں بورڈ میں تھا، سی اینڈ ڈبلیو کا ہیڈ کلرک ریٹائرڈ ہوا، میرے پاس میرے گھر آیا اور کہا کہ خلیفہ گل نواز ہسپتال میں کوئی بات ہو تو مجھے بتادیں، میں نے کہا، کیا کرتے ہو ادھر اس نے کہا، میں بورڈ کا ممبر ہوں، میں نے کہا، طارق صاحب، آپ کا بہت بہت شکریہ، وہ ہشام صاحب کے چچازاد بھائی تھے، ایم ٹی آئی نے پورے صوبے کی ہیلتھ کو مکمل تباہ کر دیا، لوگوں کو پرائیویٹائزیشن کی طرف راغب کیا، صحت کارڈ جو ہے اس پہ کسی گورنمنٹ ہسپتال میں علاج نہیں ہو سکتا، پرائیویٹ میں آپ جائیں گے، میرے پاس ایک دل کا مریض آیا، اس نے مجھے کہا کہ میرے پاس صحت کارڈ ہے، میں حیات آباد میڈیکل کمپلیکس گیا، وہاں پر ایک ڈاکٹر ہے، نام بھول گیا، جو ہارٹ کا سپیشلسٹ ہے، اس نے مجھے یہ لکھ کے دیا، میرے پاس سارا ریکارڈ ہے کہ آپ کے آپریشن کا نمبر 2023ء میں ہے، اس نے مجھے بتادیا، اس کو لکھا تھا کہ Ninety percent اور Eighty percent آپ کے Veins بند ہیں، مجھے تعجب ہوا، Ninety percent, eighty percent veins بند ہیں، 2023ء میں اس کے

آپریشن کا نمبر ہے، میں نے ہاسپیٹل سے رابطہ کیا، انہوں نے کہا کہ بہت رش ہے، میں نے اپنے طریقے سے اس کو اسلام آباد میں میرے ایک دوست کا پرائیویٹ ہاسپیٹل ہے، ادھر اس کا کروادیا، خدارا، ہاسپیٹل کے لئے بجٹ رکھیں، ایجوکیشن کے لئے بجٹ Priority number one پہ رکھیں، آپ ایک بریفنگ کر لیں، جناب سپیکر صاحب، آپ کو بلالیں، آپ بھی ذمہ دار ہیں، آپ سی اینڈ ڈبلیو کے سیکرٹری کو ہمارے لئے بریفنگ میں بلالیں، اس کو ایک دن جنوبی اضلاع کا کہہ دیں کہ آپ بریفنگ دیدیں کہ کتنے ضلع ہیں؟ کوہاٹ ہے، ہنگو ہے، کرک ہے، بنوں ہے، لکی مروت ہے، ٹانک ہے، ڈی آئی خان ہے، اس میں پرویز خٹک کے وقت کے کتنے منصوبے ہیں؟ کتنے Complete ہیں اور کتنے ابھی باقی ہیں؟ ان تین سالوں میں آپ کے پاس ایجوکیشن میں، ہیلتھ میں، روڈز میں کتنے منصوبے ہیں؟ کتنے Ongoing ہیں، کتنے باقی ہیں، آپ کو پورے فنڈ کتنے ملے ہیں؟ پھر ہمارے وسطی اضلاع کا ایک کمیٹی بنادیں، ہمارے صرف جو Merged areas ہیں، اس کے سات یا آٹھ ضلعے ہیں، ان کے لئے بنالیں کہ Merged areas کے لئے جتنی Fund allocation پچھلے سال ہوئی تھی، خرچ کتنے ہوئے، ریلیز کتنے ہوئے؟ پھر آپ اپنے ہزارہ کے لئے اور ملاکنڈ کے لئے ایک دن کر لیں، بلالیں، آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ فنڈ ریلیز کا فارمولہ کیا ہے، کتنا فنڈ کس کو دیا گیا ہے؟ ابھی نئے منصوبے آئیں گے، ابھی صرف ایک کام ہے، ٹینڈر ہم کرتے ہیں، کنٹریکٹر پہ Sixteen percent پہ بھیجتے ہیں، پھر کنٹریکٹر جانے فنانس جانے، میرے پاس بنوں کے کنٹریکٹرز آتے ہیں، رات میرے ساتھ گزارتے ہیں، صبح فنانس میں جاتے ہیں اور پھر ادھر سے By name یا کوئی طریقہ نکال کر پھر فنڈ ریلیز کرتے ہیں، میں جب چیف منسٹر تھا، یہ مجھے معلوم تھا، جب ہم کسی کالج کو بناتے، سکول کو بناتے تو اس کی پوسٹیں ہیں، وہ نہیں بھیجتے، ادھر پھر جس کی زمین میں ہم نے سکول بنایا ہے وہ آتا تھا، پھر سیکشن آفیسر اس سے کلاس فور کی تین تنخواہ لیتا تھا، پھر سینکشن دیتا تھا، میں نے فارمولہ بنالیا کہ جس دن سے کوئی کالج ہے، سکول ہے، ہاسپیٹل ہے، اس پہ کام کا آغاز ہو جائے، جب بھی Completion تک جائے تو اس کی ساری پوسٹیں اس ضلع کو دیدیں، اس کے لئے پشاور میں آنا ضروری نہیں ہے، جب ایک محکمے سے دوسرے کو Handing / taking ہو، سی اینڈ ڈبلیو Complete کرتا ہے تو فوری طور پر ضلع کے پاس

اختیار ہوتا ہے، کلاس فور کی Appointment وہ خود کریں، آپ میرا وقت دیکھیں، میں نے فیصلہ کیا تھا کہ ایک سکیم کے لئے جتنی Allocation ہے، پچاس کروڑ ہے، یکم جون پھر ختم ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نماز کا ٹائم ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ تو پتہ ہے کہ ادھر آپ اشارہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نماز کا ٹائم ہے۔

قائد حزب اختلاف: جمعہ کے بعد پھر کر لیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے ختم کریں۔

قائد حزب اختلاف: جی۔

جناب سپیکر: جمعہ سے پہلے Windup کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: کیا جلدی ہے آپ کو؟

جناب سپیکر: ڈیڑھ بجے جمعہ ہے۔

(قہقہے)

قائد حزب اختلاف: کیوں جلدی ہے، ایبٹ آباد تو ابھی ڈیڑھ گھنٹے کا راستہ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کچھ مہربانی فرمائیں، کچھ شفقت فرمائیں اور جو میں نے لکھا ہے، اس پہ بھی غور کریں۔

قائد حزب اختلاف: میں جناب سپیکر صاحب، تھوڑا سا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ہمارے قابل احترام ہیں۔

قائد حزب اختلاف: اس سے کوئی سبق سیکھیں، میں آپ کے ذریعے پیغام دے رہا ہوں، اس ہاؤس کے ذریعے ابھی روڈ کی سکیم شروع ہوتی ہے، پچاس لاکھ روپے اس کے لئے ہوتے ہیں، وہ کنٹریکٹر بے چارہ یہ نہیں دیکھتا کہ پچاس لاکھ روپے کی بیس کروڑ میں تقسیم کس طرح کروں گا؟ Allocation ہوتی ہے، پچاس لاکھ روپے کی سکیم ہوتی ہے، پچاس کروڑ کی میں جو بات کر رہا تھا، میں آدھی رقم سات جولائی کو ٹرانسفر کرتا تھا خزانے کی اسی ضلع میں، پہلے ہوتی تھی ششماہی پہ Review اور میں سہ ماہی پہ Revive کرتا تھا، جو منصوبے ہم لاتے تھے، کسی ایکسئن نے بھی اگر وہاں پر پی سی ون تین مہینے میں Complete نہ

کیا ہوتا، ٹینڈر نہ کیا ہوتا تو اس کو ہم سزا دیتے، جو وقت پر نہ کرتا تھا، اس کو ہم لیٹر لکھتے تھے، اس کے دو انکریمنٹ کم کرتے تو پھر وہ اس پہ کام کرتا، ششماہی میں دوبارہ Review کرتے تھے کہ کتنا خرچ ہوا ہے؟ اور جب سال کا آخر ہوتا تو وہاں پر پورا فنڈ جس کے لئے Allocation ہوتی تھی وہ خرچ ہوتا تھا۔ جناب سپیکر! آپ ہیلتھ کو توجہ دیں، مکمل تباہ ہے، ایجوکیشن کے ادارے Priority پہ ہیں، وہ مکمل تباہ ہیں، اگر آپ Priority ان کو دیں گے، میں نے تو یہ بھی آپ کو کہا تھا کہ ہمیں کوئی بتا دیں، کوئی بھی چیف منسٹر یا حکومت کا کوئی ذمہ دار کہ آپ کو بھی موقع ملا تھا، آپ نے اس صوبے کے وسائل میں کتنا اضافہ کیا، میں بھی بحیثیت سابقہ چیف منسٹر آج جواب دہ ہوں، اس عوام کو بھی، اس ہال کو بھی اور میں نے جتنے بھی یہاں پر اس خوبصورت ہال میں لوگ بیٹھے ہیں، اس پر بھی باہر اکرم خان درانی صاحب کا افتتاح لکھا ہوا ہے، سنگ بنیاد بھی ہے، اس لئے یہ خوبصورت ہے کہ میں نے شروع کیا تھا، میں نے مکمل کیا تھا (تالیاں) ورنہ وہ پرانا ہال ہوتا تھا جو ایک دوسرے کے اوپر بیٹھتے تھے، جب اندر آتے ہو تو ذرا اس بورڈ کو دیکھیں کہ اس پہ کس کی تاریخ ہے؟ الائی صاحب، آپ تو سچے آدمی ہیں، کبھی کبھی سچ بولو۔ (قہقہہ) مقصد یہ ہے کہ ہمارے پاس ابھی بھی وقت ہے، میں نے پرسوں بھی بتا دیا کہ بجٹ پہ تب آپ بات کریں گے جب آپ کے وسائل ہوں، وسائل کس طرح بنتے ہیں؟ میں جب آیا تو یہاں پر چھ بلین ہمیں دیتے تھے، تربیلا کی ان لاشوں پہ ہمیں ملتے ہیں، لائق خان نے بات کی، میں نے وفاقی گورنمنٹ سے ٹکر لی، ثالثی کمیٹی بنا دی، دو ثالث میرے اور دو ان کے، جسٹس اجمل میاں پینل کا چیئرمین تھا، اس نے ہمیں 110 ارب روپے دیئے، پھر ختم ہوا، بیس ارب پہ چلا گیا، میں نے ملاکنڈ تھری پاور ہاؤس بنایا، افتتاح بھی کیا اور بن بھی گیا، ڈھائی تین ارب روپیہ آپ کے خزانہ کو اس سے آرہا ہے، اس کے لئے میں نے کوئی قرضہ نہیں لیا، صوبے کے وسائل سے بنایا ہے، میں نے پی سی ہوٹل میں سیمینار کیا، پریزیڈنٹ کو بلایا، پرائم منسٹر کو بلایا، چاروں چیف منسٹرز کو بلایا، چاروں گورنروں کو بلایا اور Oil and Gas Tourism، اس پہ میں نے بریفنگ دی، آج شکر ہے کوہاٹ، ہنگو، کرک سے 37 بلین روپے آپ کے خزانے میں آرہے ہیں، یہ موجود ہیں، میں نے فیصلہ کیا کہ اس میں لوگوں کا شیئر ہو، ہر ایک ضلع کا، آئل اینڈ گیس میں میں نے پانچ فیصد دیا، وہ اسی ضلع پہ خرچ ہو، امیر حیدر خان ہوتی نے دس فیصد کیا، پانچ فیصد بڑھا دیا، پی ٹی آئی کی حکومت بھی بتا دے، اگر وہ عوامی حکومت

ہے، انہوں نے پانچ سال وہ اور یہ تین سال، مطلب آٹھ سالوں میں کتنا فرق کوہاٹ اور اس کا بنایا؟ میرے سات ضلعے ہیں، جو تمبا کو پیدا کرتے ہیں، صوابی ہے، مردان ہے، چارسدہ ہے، ان سے تمبا کو کے پانچ فیصد اسی ضلع پہ خرچ کریں گے جو ہمیں ملتا ہے، بجلی جہاں سے پیدا ہوتی ہے، پانچ فیصد اسی ضلع میں خرچ ہوتے ہیں، ابھی کتنی رائیلٹی ہے؟ آپ کے کرک کے ٹوٹل جو سالانہ اٹھائیس ارب روپے صوبے میں آتے ہیں ضلع میں، پھر وہ نہیں دیتے۔ جناب سپیکر صاحب! اجلاس کو جاری رکھیں، دوسرا یہ ہے کہ ابھی آپ مجھے کہہ رہے ہیں، آپ کا لحاظ میرے پاس بہت زیادہ ہے، آپ ختم کریں، میرے پاس بہت سا خزانہ ہے تجاویز کا لیکن مجھے اندازہ ہے کہ میری تجاویز تو ویسے بھی حکومت قبول نہیں کرے گی لیکن عوامی حق اپوزیشن لیڈر پر ہوتا ہے جس پر مجھے بولنے کی مجبوری ہوتی ہے ورنہ آپ کو نہیں معلوم کہ بولنے میں مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے لیکن پھر بھی میں کوشش کرتا ہوں کہ بجٹ پر بولوں، میں ضمنی بجٹ پہ پھر تفصیلی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی ایک منٹ، فضل الٰہی صاحب۔

جناب فضل الٰہی: سر، درانی صاحب نے بات کی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کھڑے ہونگے تو پھر لڑائی شروع ہو جائیگی، پلیز چھوڑیں اس بات کو، ادھر نہیں۔

جناب فضل الٰہی: لڑائی کی بات نہیں کر رہا ہوں، سر، میں عرض کرتا ہوں کہ میری والدہ اکیس دن سے ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل الٰہی: اپنی پارٹی کے ایک کونسلر زاہد حسین صاحب ہے، ان کا بھائی بھی ایڈمٹ تھا، تیسرے دن میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو ہاسپٹل میں کوئی تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ میرے تین دن میں صرف بارہ روپے خرچ ہوئے ہیں، ہر ایک چیز، جو کہ مہنگا ترین علاج ہے، وہاں پر کے ٹی ایچ ہاسپٹل میں، وہ مجھے دیا گیا ہے۔ میری والدہ ایڈمٹ تھیں، بالکل وہاں پر مل رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایل آر ایچ میں گیا ہوں، رات دو بجے وہاں پر جب میں نے دیکھا، وہاں پر بھی ساری میڈیسن Available تھی۔ اس کے علاوہ جب مشرف خانی کا دور تھا تو وہاں پر جب مجھے خود Attack ہوا تھا، میں نے اپنا انجیکشن اور سرنج جو ہے وہ بھی

میں نے بازار سے لایا تھا، میرے خیال میں خامیاں بہت ہونگی لیکن خوبیاں بھی الحمدللہ ہماری گورنمنٹ میں بہت ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی سپیچ ختم نہیں ہوئی؟ آپ نے کر دی ہے۔

قائد حزب اختلاف: نہیں جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: درانی صاحب، ابھی اس طرح کرتے ہیں، اذان کے بعد مناسب نہیں ہے، جمعہ کے بعد پھر شروع کرتے ہیں، نماز کے بعد۔

قائد حزب اختلاف: جی جی۔

جناب سپیکر: نماز کے بعد دوبارہ سیشن کر دیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: شروع کرینگے لیکن میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چونکہ پہلے اذان ہو جائے پھر نہیں کرنا چاہیئے۔ جی درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب۔

جناب پختون یار خان: جناب سپیکر! مجھے Personal explanation پر موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: نماز کے بعد دوبارہ سیشن کرتے ہیں، میں آج Adjourn کرونگا، آپ آج بیٹھیں، چھوڑ دیں، جی درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، آپ نے اس ماحول کو رکھنا ہے، یہ بجٹ تقریر جوابی تقریر ہوتی ہے، ہر ایک آدمی اپنی تجاویز دیگا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تجاویز ہیں؟

قائد حزب اختلاف: ہاں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تجاویز ہیں؟

قائد حزب اختلاف: یہ کیا آپ کر رہے ہیں، آپ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کچھ نہیں کیا، بس میں نے کہا کہ تجویز دے رہے ہیں؟ (قہقہہ) میں نے کہا کہ تجویز دے رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف: یہ تو میں کہتا ہوں کہ اسمبلی کو سنبھالو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں تجویز کے لئے۔

قائد حزب اختلاف: یہ تجاویز ہیں، میں نے جو تجاویز دی ہیں، خامیوں کی نشاندہی کی ہے، ابھی اگر آپ خود ہی تلخی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں تو نماز کے لئے Adjourn کر رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: مثال کے طور پر ہم ابھی اس حیثیت میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پختون یار صاحب! میں نے آپ سے کہا کہ جھگڑا نہیں چاہیئے، بس آپ بیٹھ جائیں، ہر ایک بات کا جواب دینا، آپ کا کوئی حق نہیں بنتا، منسٹر جواب دیگا، یہ بجٹ تجاویز ہیں، آپ اپنے نمبر پر بجٹ پر بات کریں Don't waste the time، اپنے نمبر پہ آپ بجٹ پہ بات کریں۔ جی درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، ایک تو Rules & Procedure کو Follow کریں، کل یہاں پر چیف منسٹر کھڑا ہوگا تو پھر میں کسی کو کہہ دونگا، ان میں بولنے والے اور بات کرنے والے بھی ہیں، ادھر سے کھڑے نہ ہو، ادھر کھڑے ہو جائیں۔۔۔۔۔

(تالیاں)

ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: بیٹا، آپ مجھے جواب نہ دیں، آپ اپنی حدود میں رہیں، اپنے حلقے کی وہ بات کریں جو آپ۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: No cross talks, please.

قائد حزب اختلاف: آپ پھر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: درانی صاحب کو بات مکمل کرنے دیں، پلیز۔

(شور)

جناب سپیکر: جی بات مکمل کرنے دیں۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں کس کس کو بٹھاؤں، بیٹھیں، آپ بھی بیٹھیں، پختون یار صاحب بھی بیٹھیں، آپ بات کریں، بس ختم کر دیں درانی صاحب! ایک منٹ میں، جمعہ کی نماز کے بعد دوبارہ شروع کریں گے۔ جی درانی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، آپ ہم سے تجاویز لے رہے ہیں کہ کہیں کمزوری ہے، کہیں پہ کچھ کرنا چاہیئے، آپ کا مقصد کیا ہے؟ مجھے بتادیں کہ جہاں پر کوئی کمزوری ہے، اس کو ہم ٹھیک کریں، جہاں پر کوئی اچھائی ہے، اس کو ہم لائیں، یہی ہے؟

جناب سپیکر: ایسے ہی ہے۔

قائد حزب اختلاف: ہم اگر ایسی بات کر رہے ہیں، جہاں حکومت کی کوئی کمزوری ہے تو اس میں کسی کو کیا تکلیف ہے؟ اگر وہ ٹھیک کرے تو حکومت کی نیک نامی ہے، اگر ہم غلط بات کہہ رہے ہیں، ٹھیک نہیں ہے تو جو ٹھیک ہو رہا ہے، اس کا کیا ہے؟ پھر ٹھیک ہے وہاں پر جو کام صحیح ہو رہا ہے تو اچھے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سارے اپنے نمبر پہ بات کریں، جو تجاویز ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میرے خیال میں یہاں پہ جو ماحول بنا ہے، یہ ماحول ابھی ناقابل برداشت ہو گیا ہے، ذمہ داری آپ کی ہے، آپ اجلاس کو اس انداز سے چلاتے نہیں، کم عمر لوگ بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ ابھی سفید ریش مقابلے پہ آتے ہیں، پھر ہم وہ باتیں نہیں کر سکتے، حکومت کی ہمیشہ یہ ہوتی ہے، وہاں پہ آپ قومی اسمبلی دیکھیں، آپ سینیٹ دیکھیں، آپ صوبائی اسمبلی دیکھیں، اپوزیشن ضرور بات کرتی ہے، گورنمنٹ سنتی ہے، اگر اس میں سے کوئی اچھی باتیں وہ لے لیتے ہیں، اگر اچھی بات نہیں ہے، اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں، یہاں پر ایک عجیب سا ماحول بن گیا، یہ ماحول ابھی ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے، اگر اسمبلی ختم کرنے کے لئے یہی فارمولے ہیں کہ نہ کریں، کل آپ احترام سے آئے تھے، میں نے کہا کہ پہلے میں آرہا ہوں، میں آیا، آپ میرے ساتھ چلے گئے، جمہوریت میں اکثریت کے فیصلے ہوتے ہیں، میں نے خود بھی بات کی لیکن اکثریت نے کہا کہ ہم اس کو چلا رہے ہیں، یہی بات تھی، ابھی رات کو میرے خیال میں

چیف منسٹر کی بابک صاحب سے بات ہوئی ہے، بابک صاحب نے نہ مجھ سے پوچھا تھا، نہ ان سے پوچھا تھا، پھر اس سے میں نے پوچھا، اس نے کہا نہیں، میں نے یہ کہا ہے، فون ضرور کیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، بابک صاحب سے میری بھی بات ہوئی ہے، چیف منسٹر کا مجھے پتہ نہیں، میں نے بابک صاحب سے ضرور بات کی تھی۔

قائد حزب اختلاف: جی جی، فون ضرور ہوا ہے، میں نے ہاں نہیں کیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے خود بابک صاحب سے بات کی ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، آپ کوشش کریں کہ اس ماحول کو برقرار رکھیں، کسی کی بھی کوئی تجویز ہو، آپ لے لیں، ہر کسی کی اپنی سوچ ہے، وہ دوسرے پہ نہ ٹھونسیں، میں آپ کو ابھی بھی کہہ رہا ہوں کہ ابھی جو بجٹ بن رہا ہے، وسائل نہیں ہیں، پرانے فنڈ کے لئے ریلیز ز نہیں ہیں، سارے کام تقریباً بند ہیں، کنٹریکٹرز کے گھروں پہ لوگوں کا انبار بنا ہوا ہے، کوئی اس کے ٹریکٹر پہ قبضہ کرتا ہے، کوئی اس کی مشینری پہ قبضہ کرتا ہے، خدارا، آپ اس کو Manage کریں، میں نے آپ کے گھر میں یہ باتیں محمود خان صاحب کو کیں، اس نے کہا بہت مشکل ہے، اس کو کم کرنا، اس کو چلانا، بہت زیادہ منصوبے ہیں، بس ٹھیک ہے نہیں چاہتے، اپنی بات ختم کرتا ہوں، کوئی اچھی بات نہیں ہے، ضروری نہیں کہ میں اس پر اور بات کروں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے اس پہ آدھے گھنٹے سے زیادہ بات کی، آپ نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں، بہت زیادہ تجاویز آگئی ہیں، آپ کی تجاویز نوٹ ہو رہی ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ آپ نے جتنی مفصل بات کی ہے، تجاویز دی ہیں، They all have been noted، سب ممبرز کی نوٹ کی جا رہی ہیں، جتنے بھی آنریبل اور بھی ممبران نے بات کرنی ہے، میں ایک درخواست کرونگا، درانی صاحب، آپ سے اور اپوزیشن کے تمام بھائیوں سے، ہم جو Break ابھی کر رہے ہیں، نماز کے لئے دس پندرہ منٹ کا ٹائم ہے، کچھ لوگوں نے وضو بنانا ہے، میری درخواست ہے اس کو دوبارہ بیٹھ کے آپس میں Consider کریں، برائے مہربانی بابک صاحب، درانی صاحب اور اختیار ولی صاحب، باقی بھی جو پارٹیز کے لوگ ہیں تاکہ ہم آج اس کو Prorogue کر دیں لیکن میں آپ کے مشورے کے بغیر نہیں کر رہا، اس لئے میں بار بار آپ ہی کی طرف رجوع کر رہا ہوں، میں اپنے اس اختیار کو نہیں استعمال کرنا چاہتا، میں کوئی بدمزگی ایوان کے اندر نہیں پیدا

کرنا چاہتا لیکن یہ حالت آپ دیکھ لیں، اس وجہ سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ بھئی سب بجٹ میں کوئی سی ایم آفس دوڑ رہا ہے، کوئی چیف سیکرٹری آفس دوڑ رہا ہے، کوئی اے سی ایس آفس، لوگ اپنے کاموں میں لگے ہوتے ہیں، بجٹ میں مصروفیات ہوتی ہیں، میری آپ سے پھر گزارش ہے کہ جب ہم دوبارہ اجلاس شروع کریں تو اس سے پہلے آپ آپس میں میٹنگ کر لیں، میں ایک دفعہ پھر آپ کے پاس آجاؤنگا۔

The sitting is adjourned for Jumma prayer and we will meet again at 2:00 PM.

ان شاء اللہ و تعالیٰ دو بجے دوبارہ اجلاس شروع کرینگے اور جو دوست رہ گئے ہیں، یہ لسٹ میرے پاس ہے، میں ان سب کو موقع دونگا۔

(اس مرحلہ پر نماز جمعہ کے لئے وقفہ کیا گیا)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ میں دل سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ہمارے لئے بڑے محترم ہیں، کل بھی اور آج بھی جب آپ ہمارے چیمبر میں آئے، اس کے باوجود بھی وہ بات جو آپ یا گورنمنٹ کی طرف سے آئے، ہم مجبور ہیں۔ چونکہ اپوزیشن کی اپنی مجبوری ہوتی ہے، گورنمنٹ کی اپنی مجبوری ہوتی ہے، ابھی میں نے سارے اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈرز اور ممبران کو اکٹھا کیا، آپ آئے تھے، ہماری اس پہ بات ہو رہی تھی لیکن سب نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ گیارہ تاریخ کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہے، آج تین تاریخ ہے یا چار تاریخ ہے، درمیان میں کافی دن ہیں، ہم جب اجلاس بلائیں گے تو پندرہ سولہ یا بیس تاریخ کو بلائیں گے، لہذا اپوزیشن کی یہی ریکویسٹ ہے کہ اپوزیشن کے ایجنڈے کو جاری رکھیں، ہم اجلاس کو چلانا چاہتے ہیں، ہم آپ سے دوبارہ آنے پہ تھوڑا شرمندہ ہیں کہ آپ کی بات ہم نے نہیں مانی، یہ بھی ہمارے پاس ایک لحاظ ہے لیکن ہماری اپنی مجبوریاں ہیں، یہاں پر مہنگائی کی بات ہے، یہاں پر بجٹ کی باتیں ہیں، یہاں پر اور بھی ایجنڈا ہے، ایجنڈا ابھی چل سکتا ہے کچھ دنوں کیلئے کیونکہ اجلاس جاری ہے، میں ایک بار پھر آپ سے معذرت خواہ ہوں، آپ کے آنے کا، آپ کا بہت بڑا احترام ہے لیکن اپوزیشن کے سب ممبران کی رائے تھی کہ اس کو ہم جاری رکھیں۔

جناب سپیکر: تھینک یو درانی صاحب اور جناب اور نگزیب نلوٹھا صاحب، بجٹ ڈیبیٹ پہ۔

سردار اورنگزیب: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ آئندہ چند روز کے بعد وزیر خزانہ صاحب صوبہ خیبر پختونخوا کا بجٹ اس ہاؤس میں پیش کرینگے۔ میری یہ درخواست ہے کہ یہ بجٹ صوبے کا بجٹ ہو گا، اس کو چند اضلاع تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ صوبے کے سارے اضلاع کو مساوی حقوق دیئے جائیں، بالخصوص اپوزیشن کی جو تجاویز ہیں، جو ان کے حلقوں کے مسائل ہیں، ان کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اس پر بھی توجہ دی جائے۔ میری خوش قسمتی یہ ہے کہ میرے ضلع سے جناب سپیکر خیبر پختونخوا کا تعلق ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان شاءاللہ ضرور ضلع ایبٹ آباد کو اس میں Accommodate رکھا جائیگا۔ میری یہ درخواست ہے کہ جس طرح پچھلے سال ضلع ہری پور میں پانچ سو Beds کا ایک ہسپتال دیا گیا تھا، اس سال ضلع ایبٹ آباد میں بھی پانچ سو Beds کا ہسپتال دیا جائے کیونکہ جو وہاں پہ ایوب میڈیکل کمپلیکس ہے، ڈی ایچ کیو لیکن اس کے اوپر پورے ہزارہ ڈویژن کا Burden ہے، ایک نیا ہسپتال قائم کیا جائے، میرے حلقے بالخصوص نتھیا گلی کی جب بات کی جائے تو میرے خیال کے مطابق پورا پاکستان اور دنیا کے سیاح بھی وہاں پہ آتے ہیں، نتھیا گلی کی پہچان تقریباً پورے پاکستان میں ہے، وہاں پہ ایک آر ایچ سی ہے، چونکہ ممبران اسمبلی بھی وہاں پہ جاتے ہیں، وزراء صاحبان بھی جاتے ہیں، چیف منسٹر صاحب بھی، گورنر صاحبان بھی، کبھی کبھی وزیراعظم صاحب اور صدر صاحب بھی وہاں پہ تشریف لے کر جاتے ہیں، ایک آر ایچ سی ہے جہاں پہ اگر کسی کو ہارٹ کی تکلیف ہو جائے، کسی اور مہلک بیماری کا اس پر Attack ہو جائے، کوئی وہاں پہ صحت کی سہولیات کے حوالے سے، علاج کے حوالے سے، First aid کی بھی وہاں پہ سہولت میسر نہیں ہے، پچھلے دو بجٹ کی بھی میں ریکویسٹ کرتا رہا، آج آپ کی وساطت سے میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس آر ایچ سی کو Upgrade کر کے D category یا تحصیل ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا جائے۔ پچھلے دور میں چیف منسٹر صاحب نملی میرہ کے مقام پہ تشریف لے کے گئے تھے، وہاں پہ انہوں نے دو تین سڑکوں کا اعلان کیا تھا، اس میں ایک نملی میرہ کا روڈ ہے، اس میں ایک بی ایچ یو تاجوال کا روڈ ہے، بیرن گلی کا روڈ ہے، اس طرح پانچ چھ روڈ تھے جن کے 2016ء میں بھی ٹینڈرز ہوئے، ابھی تک وہ روڈ جو ہے، ان پر دس فیصد یا پندرہ فیصد کام ہوا ہے، اب ستر (70) کروڑ روپے کی سکیم کے اوپر اگر تین کروڑ روپے سالانہ دیا جائے تو

ٹھیکیدار اس میں کیا کام کرینگے؟ میری یہ درخواست ہے کہ اس کو کم از کم پچاس فیصد فنڈ اس کے لئے ریلیز کیا جائے، ایک آپ کی مہربانی سے بہت بڑا جو بائی پاس روڈ حویلیاں دھمتوڑ بن رہا ہے جس پر تقریباً ہر ہفتے، مجھے ایک دو دفعہ وہاں پہ جانا پڑتا ہے، آپ نے شاید پچھلے ایک دو مہینوں میں Visit نہیں کیا، آپ کو بالکل غلط رپورٹ دی جارہی ہے، اس پر تیس سے چالیس فیصد کام ہوا ہے، ساٹھ فیصد یا پچاس فیصد کام باقی ہے، چونکہ ٹھیکیدار کو جو ریلیز ز ہیں وہ نہیں ہوئیں، اس روڈ کو بھی فی الفور مکمل کیا جائے، یہ پورے ہزارے اور بالخصوص سیاحوں کے لئے یہ روڈ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ درخواست کروں گا کہ جو سکولوں کے حوالے سے میں نے پہلے بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے بات کی ہے کہ ایرا والوں نے نئی بلڈنگز گرا دی تھیں، ابھی تک وہ بلڈنگز دوبارہ نہیں بن سکی ہیں، پرائمری، مڈل، ہائی، ہائر سیکنڈری کی چھتیں نہیں ہیں، بچے باہر بیٹھ کر پڑھتے ہیں، دھوپ اور بارش میں، تو مہربانی کر کے ان بلڈنگز کو صوبے کی اے ڈی پی سے Reconstruction میں جس طرح پچھلے سال کوئی فنڈ اس کے لئے رکھا گیا ہے، ٹوٹل عمارتیں جو ہیں وہ نامکمل ہیں، ان کو فی الفور مکمل کیا جائے، محکمے کے لوگ اگر یہاں پہ ہیں، میری یہ بھی تجویز ہے کہ جو ایرا والوں نے مڈل سکول بنایا ہے، اس کے آٹھ دس کمرے ہیں، اس طرح ہائی سکول جو انہوں نے بلڈنگ تیار کی ہے، اس کے بھی دس یا بارہ کمرے ہیں، اگر ان سکولوں کو نان اے ڈی پی میں سٹاف دیا جائے، مڈل کو ہائی کا درجہ مل جائے، ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ مل جائے تو بہت سارا Burden صوبے کی اس اے ڈی پی سے کم ہو سکتا ہے، بالخصوص جو پرائمری سکولز صوبے کی اے ڈی پی سے بنے ہیں، پہلے دو کمروں کا پرائمری سکول ہوتا تھا، اب پچھلے دور میں آپ کی حکومت نے اس کو چھ کمروں کا بنا دیا ہے، اگر چھ کمروں کے سکول میں مڈل سکول، پرائمری سکول چل سکتا ہے، اگر اس کو نان اے ڈی پی میں سٹاف مل جائے تو بہت سارے سکولز وہ مڈل سے Upgrade ہو سکتے ہیں۔

<u>Mr. Speaker</u>: Thank you.

<u>سردار اورنگزیب</u>: اس کے علاوہ میرے حلقے میں تقریباً بیس کلو میٹر کے حویلیاں سے نتھیا گلی تک کوئی ڈگری کالج نہیں ہے، بچوں کے لئے، بچیوں کے لئے، میری یہ گزارش ہے کہ ایک بچوں کے لئے اور ایک بچیوں کے لئے اس ایریا میں یہ جو دس یا بارہ یونین کونسلز ہیں، وہاں پہ بچوں اور بچیوں کے لئے ایک ایک ڈگری کالج دیا جائے، ایک کالج نتھیا گلی میں ہے جہاں پہ کالج بنا ہوا ہے، بچے دور دراز سے پڑھنے کے لئے

وہاں پہ جاتے ہیں، بسیں بھی نہیں ہیں، اس کالج کے لئے ہاسٹل بھی اس میں موجود نہیں ہے، مہربانی کرکے اگر اس کالج میں ہاسٹل بنادیا جائے تو بچے دس یا بارہ کلومیٹر جو وہاں پہ سفر کرکے جاتے ہیں، پھر واپس آتے ہیں، ان کو اگر ہاسٹل مل جائے تو اس میں وہ اپنی تعلیم آسانی سے جاری رکھ سکتے ہیں۔

Mr. Speaker: Okay, thank you.

سردار اورنگزیب: اس کے علاوہ میں ایک اور درخواست کرنا چاہوں گا، پچھلے سال بھی بجٹ پیش ہوا، اس میں سرکاری ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئی تھیں، مہنگائی کے حوالے سے جس طرح اس پچھلے دو تین سالوں کے اندر یعنی جس حد تک مہنگائی عروج کو پہنچ چکی ہے، میری یہ درخواست ہے کہ پچاس فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی جائیں تاکہ وہ اس مہنگائی کے دور میں اپنے بچوں کی ضروریات کو پورا کرسکیں، اپنا پیٹ پال سکیں۔ جناب سپیکر صاحب! ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، میں حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، پچھلے چار پانچ سال سے فارسٹ والوں نے ایسا قانون بنادیا کہ سڑک بنانا تو دور کی بات ہے، پیدل جو راستے ہیں، ان کے اوپر بھی وہ پی سی سی نہیں کرنے دیتے، این او سی نہیں دیتے، آپ مہربانی کریں، میرے حلقے میں بھی ایک دو روڈز ایسے ہیں، اب بھی لوگ چارپائی پر اٹھا کر مریض نہیں لا سکتے، کرسی کے اوپر باندھ کر کاغیاں تاجوال یونین کونسل میں ایک گاؤں ہے جہاں پہ آج تک جیپ، اس دور میں بھی جیپ، سوزوکی، کیری ڈبہ کوئی گاڑی نہیں جاسکتی، مریض کو لوگ کرسی کے اوپر باندھ کر روڈ تک لاتے ہیں، مہربانی کرکے ان روڈوں کی این او سی سے پابندی اٹھائی جائے تاکہ جو لوگوں کے گھروں تک پہنچنے کے لئے کم از کم درخت قیمتی نہیں ہیں، انسان قیمتی ہے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ میرے پورے حلقے میں کوئی ٹیکنکل سکول نہیں ہے، کوئی ٹیکنکل کالج نہیں ہے، مہربانی کرکے سترہ (17) یونین کونسلز ہیں، ان کے اندر ایک ٹیکنکل کالج کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ بچے جب فنی تعلیم حاصل کرینگے، ان کو ملک کے اندر بھی اور ملک سے باہر بھی روزگار کے اچھے مواقع میسر ہونگے۔ میں اسی کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، زیادہ ٹائم میں آپ کا نہیں لوں گا، یہ درخواست میں نے جو دو تین، چار چیزوں کی ڈیمانڈ کی ہیں، مہربانی کرکے میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ ساری چیزیں نوٹ کر رہے ہیں۔

سردار اورنگزیب: میں آپ کا پڑوسی ہوں، آپ میرے پڑوسی ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایک پڑوسی کو اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنے بڑے حقوق دیئے ہیں، میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ میرے پڑوسی ہونے کے ناطے میرے حلقے کے حقوق کا خیال رکھیں گے۔

جناب سپیکر: پختون یار خان۔

جناب پختون یار خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، بجٹ کی تجاویز کے حوالے سے چند ہماری بھی تجاویز ہیں، اگر اس کو برائے کرم آنے والے مالی سال میں شامل کیا جائے۔ ہمارا حلقہ PK-88 ڈسٹرکٹ بنوں کافی پسماندہ حلقہ تصور کیا جاتا ہے، اس کے لئے میں اپنی طرف سے چند ایک تجاویز گورنمنٹ کو دینا چاہونگا جن میں Priority basis پہ اپنے علاقے کے لئے ایک گرلز ڈگری کالج کا قیام اگر عمل میں لایا جائے تو وہ بہتر ہوگا، کیونکہ ہمارے علاقے میں بچیوں کی تعلیم کا کافی مسئلہ ہے، اس کے لئے Specially میں آپ کی وساطت سے شکر گزار ہوں، گورنمنٹ کو بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں ہماری امداد کر دے۔ Secondly اس طرح میرا حلقہ آٹھ یونین کونسلز پر مشتمل ہے، بچیوں کے لئے آج بھی مڈل کے بعد ہائی اور ہائر سیکنڈری لیول کے سکولز نہیں ہیں، یہ مسئلہ میں نے سدرن ڈسٹرکٹ کی جو میٹنگ تھی، ہمارے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ، اس میں بھی اٹھایا تھا، آج دوبارہ آپ کی وساطت سے میں اس فورم پہ کہنا چاہوں گا کہ Kindly اس پہ غور کیا جائے کیونکہ بچوں کی تعلیم کا مسئلہ سب سے بڑا ہے، ہمارے علاقے کا مسئلہ ہے، خاص کر مرد بچے پھر بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہیں لیکن بچیاں پانچ پانچ، چھ چھ، دس دس کلومیٹر ان کا آنا جانا، ایک طرف سے دوسری طرف، پھر آج کل کے ان حالات میں کافی ان کے لئے تکلیف دہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک دو اور تجاویز، ایریگیشن کے حوالے سے میری ایک Suggestion یہ ہوگی کہ میرے علاقے میں سکارپ کے کچھ ٹیوب ویل جو 1977ء سے بنائے گئے تھے، باران ڈیم ہمارا جب بنا تھا، اس دور کے بعد اس میں سے کچھ ٹیوب ویل Running حالت میں نہیں ہیں، تنخواہیں لوگ لے جا رہے ہیں، اس صوبے پہ اور ہمارے فنانس پہ کافی اس کا بوجھ پڑ رہا ہے، اگر Kindly ان ٹیوب ویلوں کو بھی Re-bore کر کے Solarize کیا جائے، اس سے ہمارے دو تین فائدے ہو سکتے ہیں، اول یہ کہ ان کی بجلی کے بل جو ہمیں خواہ مخواہ مفت میں دینے پڑ رہے ہیں، واپڈا کو وہ مسئلہ ختم ہو جائیگا۔ دوسرا تنخواہ جو

لوگ لے رہے ہیں، ہم نے ان سے روزگار چھیننے کی بات نہیں کی، ان کو اور بھی مضبوط کرنا، ان کے لئے روزگار اور علاقے کے بہتر مفاد کے لئے ہماری زمینیں کافی زرخیز ہیں، اس کے لئے بھی یہ بہتر ہوگا کہ ہماری آج کل جو حالات ہیں، ہمارا تو ظاہری بات ہے علاقے کی زرخیزی کے لئے، فصلوں کے لئے بہتر ہوگا کہ Solarize کیا جائے، بجلی کے کافی مسئلے ہیں، وہاں پہ ایریگیشن کے حوالے سے ہماری ایک سکیم زیر غور ہے، کچکوٹ کینال سسٹم جو بنیادی مسئلے، کوئی تقریباً 75 ہزار ایکڑ اراضی ہماری لکی، بنوں کی اس میں آتی ہے، وہ سکیم بھی اگر Priority basis پر شامل کی جائے کیونکہ ہمارے سارے علاقے کی لکی ڈسٹرکٹ بنوں ان دونوں کے لئے کچکوٹ کینال ایک بہتر سکیم ہوگی، ہماری جو 75 ہزار کنال اراضی جو فصلوں کا ایشو ہے، پانی کا، وہ تھوڑا بہت حل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ یہاں پہ اس ایوان میں کافی ساری باتیں ہوتی رہتی ہیں، ان شاءاللہ ہم وہ بات کرینگے جو حقائق پر مبنی ہو، دلیل کے ساتھ ہو، وہ بات کرینگے، ایسی بات ہم اس ایوان میں کبھی بھی نہیں کرینگے جو دلیل سے بھی ہٹ کر ہو، کل خدانخواستہ ہمیں ثابت کرنا بھی ہوا تو ثابت نہ کر سکیں۔ سر، یہاں پہ بات ہوئی ہمارے Vision کی کہ ہمارے سیکرٹریوں کے پاس، ہمارے جو آفیسرز ہیں، یہاں پہ ان کا کوئی Vision اور کوئی سوچ نہیں ہے، تو اول میں اتنا کہنا چاہونگا کہ شکر الحمد للہ ہمارے چیف سیکرٹری صاحب سے لے کر ہمارے جو سیکرٹری صاحبان تک یا پھر ان سے لے کر ہمارے جو ڈسٹرکٹ اور ڈویژن سطح پہ جو ہمارے آفیسرز ہیں، کافی Competent افسران ہیں، نیچے لیول سے یہ لوگ مختلف پوسٹوں پہ ہوتے ہوئے آج یہاں تک پہنچے ہیں جس کی میں زندہ مثال اپنے ڈسٹرکٹ بنوں کا بھی دینا چاہونگا، آج یہی Competent افسران صاحبان تھے جنہوں نے آج سینکڑوں کینال اراضی کا قبضہ مافیا سے واگزار کرادیا، اس حوالے سے یہ بات نہ کی جائے کہ یہ لوگ بجٹ میں آکر دو نمبری کرتے ہیں یا من پسند لوگوں کو یہاں پہ نوازتے ہیں، یہ پورے خیبر پختونخوا کا ایک بجٹ ہے، پورے پختونخوا کی اے ڈی پی ہے، یہاں پہ پورے خیبر پختونخوا کے عوام کو ہماری جو پی ٹی آئی کی حکومت ہے وہ ریلیف دے گی، ان سب کے لئے، ہمارے چیف منسٹر محمود خان صاحب جو اس کا ایک Vision اور ایک سوچ تھی کہ "خپل وزیر اعلیٰ خپل نمائندہ" ان شاءاللہ محمود خان صاحب اس پورے صوبے کے ایک وزیر اعلیٰ ہیں، پورے صوبے کے لئے سوچ کے فیصلے کرینگے۔ چند باتیں یہاں پہ ہوئیں، میں اتنا کہنا چاہونگا کہ ہمارے Region

wise ہمارے ہاسپٹل کا بڑا مسئلہ ہے، پشاور سے اکثر اوقات اس ایوان میں یہ بات ہوتی رہتی ہے، اس ایوان میں یہ بات ہوئی تھی کہ اکثر اوقات لوگ وہاں سے چھوٹے چھوٹے مریض یہاں پہ آجاتے ہیں، مسئلہ بے شک کافی زیادہ ہے لیکن شکر الحمد للہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے Region wise ہر Region کو ایک ایک بڑا ہاسپٹل دینے کا اعلان کیا، وہاں پہ اس کے لئے بھی بنوں اور خاص کر بنوں ڈویژن کو چنا گیا، وہاں پہ یہ اس علاقے کے لئے، اس خطے کے لئے ایک بڑا پراجیکٹ ہے، اگر خوش اسلوبی سے یہ پراجیکٹ Complete کیا جائے، یہ سارے علاقے کے لئے ایک بہتر منصوبہ ہوگا۔ پرویز خٹک صاحب کے بارے میں اس ایوان میں بات ہوئی، شکر الحمد للہ میں ان کے ساتھ تھا نہیں، ان کی شفقت، ان کی محبت، ان کے کام، ان کی سوچ، ان کی لیڈر شپ کو دیکھ کر میں ان کا بڑا معترف ہوں، کافی ہمارے سینیئر سیاستدان ہیں، لوگ یہاں پہ کہتے رہتے ہیں کہ پرویز خٹک نے ایسے منصوبے شروع کروائے تھے جو کہ آج تک Complete نہیں ہو رہے ہیں، یہ قصداً سارے منصوبے انہوں نے شروع کروائے تھے، میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ پرویز خٹک ایک سوچ، ایک ذہن اور فراخدلی کا نام تھا، ان کی اس صوبے میں خدمات ہیں، وہ برسوں تک یاد رکھی جائیں گی۔ میں بذات خود اس کا گواہ ہوں، میں اس ایوان کا حصہ نہیں تھا، میرے علاقے میں آئے تھے، تین، چار دفعہ میرے علاقے کے لئے انہوں نے سکیمیں کر کے دیں اور اسی ایوان کے ایک نمائندے نے قصداً ان سکیموں پہ کورٹ سے کسی کے کہنے پہ جو فیڈرل منسٹر تھا، اس کے کہنے پہ وہاں پہ Stay لے لیا، Need basis سکیمیں تھیں، علاقے کے لوگوں کے مسئلے مسائل کے حل کے لئے تھیں لیکن Stay کورٹ سے لے لیا، کیوں لیا؟ کس وجہ سے لیا کیونکہ پرویز خٹک صاحب کو یہ پتہ تھا کہ اس علاقے کی تعمیر اور ترقی کس میں ہے؟ اس علاقے کی ضروریات کیا ہیں، یہ نہیں کہ ہمیں صرف سکیمیں دی گئیں، اس دور کے جو ایم پی اے صاحب تھا، اس کو بھی سکمیں دی گئیں، انہوں نے جس طریقے سے ان سکیموں کا استعمال کیا، وہ بھی ساروں کو پتہ ہے، ہم نے جو سکیمیں دیں، ہم نے اسی ایوان کے ایک ہمارا معزز رکن خوشدل خان صاحب بطور میرا وکیل ہوا کرتا تھا، Stay کس نے لیا تھا؟ اسی ایوان کے ایک رکن نے لیا تھا، خوشدل خان صاحب کا میں آج بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرا مقدمہ ہائی کورٹ میں لڑا، میرے ساتھ سپریم کورٹ گئے اور وہ Stay ختم کرا کے شکر الحمد للہ آج PK-88 وہ حلقہ جو کسی دور میں میرے

اپوزیشن لیڈر صاحب کا ہوا کرتا تھا، 2008ء میں اپوزیشن لیڈر صاحب کا اسی حلقے سے ان کا انتخاب ہوا تھا، آج جس روڈ کی انہوں نے بات کی، منڈان روڈ کی میں Specially اس کا ذکر کرنا چاہونگا کہ اسی حلقے نے ان کو ووٹ دیا تھا، 2008ء میں اس کو کامیاب کروایا تھا، جس طریقے سے بھی ہوا تھا، میں اس میں جانا نہیں چاہتا، شکر الحمدللہ قوم نے جو اعتماد 2008ء میں کیا تھا، 2013ء میں کیا تھا یا 2018ء میں ہمارے اوپر کیا، وہ ہمارے لئے ان کا پیار اور جذبہ بڑی بات ہے، وہاں پہ اپوزیشن لیڈر صاحب 2008ء میں Elect ہوئے، وہاں سے، میں صرف آپ کی وساطت سے اتنا پوچھنا چاہونگا، اگر وہ آج یہاں پہ ایوان میں ہوتے، اس بات کا جواب دے جاتے، میرے لئے بڑا بہتر ہوتا کہ آیا 2008ء میں جب آپ کو اس علاقے کے لوگوں نے ووٹ دیا تو تب آپ کو اس دور میں منڈان روڈ کی، منڈان لکی روڈ، تنار جعفر روڈ کی یاد کیوں نہیں آئی؟ ان کی Coalition تھی، ہماری اے این پی اور پیپلز پارٹی کی Friendly Opposition government تھی، یہ اپوزیشن لیڈر تھے، یہاں پر ان کو تب یاد نہیں آئی، منڈان روڈ ہو سکتا تھا، اپنے دور حکومت میں شروع کر دیتے تو آج Complete بھی ہو جاتا لیکن اللہ نے اس سے یہ کام نہیں لیا، کس وجہ سے؟ وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے وہاں پہ حکمرانی کا طریقہ اپنا لیا تھا، جب الیکشن کے دن آجاتے تو یہ لوگ لوگوں کے لئے ٹرانسفارمر، پریشر پمپس، گلیاں وغیرہ وہاں پہ لے کر جاتے رہتے تھے، لوگوں سے اس طریقے سے ووٹ حاصل کرتے تھے، میں ان شاءاللہ اس Floor of the House پہ اپنے منڈان لکی نار کے لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو منصوبہ منڈان لکی روڈ کا جو ہمارے پرویز خٹک صاحب نے ہمارے اپوزیشن کے ایم پی اے ملک ریاض کو دیا تھا، اسی حلقے سے تھا، وہ ان شاءاللہ اس سال Complete ہو گا، اسی بجٹ میں Completion stage پہ ہو گا، ان شاءاللہ اس سال ہم اس کو Complete کر کے دینگے۔ دوسری بات، منڈان لکی روڈ سے آگے جو روڈ جاتا ہے، نار جعفر تا نورنگ ان شاءاللہ وہ بھی میرے چیف منسٹر نے جو کہ سب کا چیف منسٹر ہے، انہوں نے Assurance کروائی ہے، جو اے ڈی پی کی ہماری سکیم آرہی ہے، ہم اس میں اس کو شامل کرینگے۔ ظاہری بات ہے، میں اس کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے عوام سے غافل نہیں ہیں، آپ کو یہ اس ایوان میں یاد تب دلانی چاہیئے تھی کہ جب تک۔۔۔۔

Mr. Speaker: No cross talks please; no cross talk, please. Windup.

جناب پختون یار خان: جب آپ خود ہی اپوزیشن لیڈر تھے، تب آپ کو یاد کیوں نہیں آئی؟ جناب سپیکر صاحب! بات یہ تھی کہ اسی صوبے کا اور اسی بنوں کے ضلعے کا وزیر اعلیٰ بھی تھا، ہمارا اپوزیشن لیڈر صاحب تب اس کو منڈان لکی روڈ کی کیوں یاد نہیں آئی؟ میرا حلقہ PK-88 کے روڈوں کے جو دیرینہ مسائل تھے، اس کی یاد کیوں نہیں آئی؟ لیکن میں صرف اتنا کہنا چاہوں کہ آیا منڈان لکی روڈ پہ درخت نہیں تھے جو اونے پونے داموں نیلام کئے جاتے، کیا وجوہات تھیں؟ جس طرح میرے بنوں، ڈی آئی خان روڈ پہ درخت تھے، ان کو اونے پونے داموں نیلام کیا گیا، روڈوں پہ آج تک وہ الفاظ نقش لکھے ہوئے ہیں، وہاں پہ یہ سب درختوں کو اونے پونے داموں فروخت اور بیچنے کے لئے ایک چال تھی، وہاں پر یعنی شوې ته چل جوړ دے، میرے علاقے کے لوگ خود اس الفاظ کو بہتر طریقے سے جان سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی وساطت سے یہاں پہ بات ہوئی۔۔۔۔

جناب سپیکر: Please, windup کریں۔

جناب پختون یار خان: دوبارہ وہی Floor استعمال کیا گیا کہ ہمارے علاقے کی ایک چیئرپرسن ہے، ہمیں گلہ ہے اپنے منسٹر صاحب سے لیکن اس Floor of the House ہم وہ گلہ اس سے نہیں کرینگے، میں آج بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پہ یہ ایوان ہمارے لئے ترقی کا، علاقے کے لوگوں کے مسئلے مسائل کے حل کے لئے ہے، نہ کہ کسی کی ذات کو اور نہ ہماری ماؤں بہنوں کو یہاں پہ یاد کرنے کا جو تھا جیسے تھا، یہ مجھ سے خود بہتر اپوزیشن لیڈر صاحب اس کو جان سکتے ہیں، چونکہ ان کے ایک چیف منسٹر تھے، دوست محمد خان صاحب، یہ ان کی کیبنیٹ میں منسٹر بھی تھے، ہماری چیئرپرسن صاحبہ تب اس کی یاد کیوں نہیں آئی؟ کہ وہاں پہ ایک خاتون ہے، بات ہماری یہی ہے، تھوڑا سا سننے کی ہمت پیدا کرلیں تو بہتر ہوگا۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ برداشت کریں، ادھر سے بھی ایسی باتیں کیوں ہوتی ہیں، دونوں طرف سے بیلنس رکھیں یا تو یہاں سے بھی نہ ہوں، ایسی باتیں وہاں سے بھی نہ ہوں گی۔

جناب پختون یار خان: ایم پی اے صاحب، آپ تھوڑی سی اپنے آپ میں ہمت پیدا کریں، کوئی ایشو نہیں ہے، میں صرف اپوزیشن لیڈر سے اتنا کہنا چاہونگا۔۔۔۔

جناب سپیکر: باتیں تو حکومت کی، His government۔

جناب پختون یار خان: میں اپوزیشن لیڈر صاحب سے اتنا کہنا چاہونگا کہ آپ بار بار لوگوں کو یہاں پہ مخاطب ہو کر الفاظ میں یاد کرتے ہیں، شکر الحمدللہ سوچ، حیثیت، دماغ اور دل سے جو لوگ بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہو جاتے ہیں، ان کا دل، دماغ، سوچ اور ذہن بھی بڑے ہو جاتے ہیں لیکن میرے اپوزیشن لیڈر کا آج بھی شاید وہی 2002ء سے پہلا والا لیول، جو سوچ، دماغ اور حیثیت ہے، میری نظر میں ان کے اپنے دور حکومت میں جو منصوبے شروع ہوئے تھے، ان سب کی ایوان کی اطلاع کے لئے بعض اوقات یہاں پہ اس فلور پہ، کل بھی میرے منسٹر صاحب سے بی آر ٹی پہ بات ہوئی، میں آپ کی وساطت سے کہ بنوں میں بھی ایک بی آر ٹی ہے، وہاں پہ جو ان کے دور حکومت میں ایک ہسپتال شروع ہوا تھا، میں نام مناسب لینا نہیں سمجھتا کیونکہ سرکار کے پیسوں سے بنایا گیا تھا، نہ کہ کسی کی جیب سے، کسی کی جیب سے نہیں بنایا گیا تھا، بنوں میں آج بھی وہ بی آر ٹی 2002ء سے لے کر ان کا منتظر ہے، ہمارا جو ہاسپٹل ہے، بنوں کا مین ڈویژنل ہاسپٹل ہے، وہاں پر ان کا منتظر ہے۔ اس کے علاوہ ان کے دور حکومت میں جو جو منصوبے شروع ہوئے، میں مثال بنوں ائیر پورٹ کی دونگا، پورے ایئر پورٹ کے لئے میرے خیال سے ہزار روپے Allocation رکھی گئی تھی جو ان کے دور حکومت میں فیڈرل میں ہزار روپے سے کوئی ایئر پورٹ بن سکتا ہے، آپ Kindly ہمیں خود ہی بتا دیں۔ اس کے علاوہ کل بھی اس ایوان میں کہا تھا کہ مجھے حکومت کی طرف سے فنڈز نہیں ملتے، میں اس ایوان کی اطلاع کے لئے اور Specially اپوزیشن کی اطلاع کے لئے، اس ایوان کی اطلاع کے لئے چار کروڑ روپے میرے محترم اپوزیشن لیڈر صاحب کو سدرن ڈسٹرکٹس کی جو ہماری ایریگیشن کی اے ڈی پی ہے، اس میں ملے ہیں۔ اس کے علاوہ دس کروڑ روپے ہمارے جو Feasible roads ہیں، Economically feasible roads ہیں، دس کروڑ روپے کی سکیم اس میں ملی ہوئی ہے، مجھے بارہ کروڑ ملے ہیں اور اس کو دس کروڑ روپے ملے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ تین کروڑ پچاس لاکھ روپے SDGs (Sustainable Development Goals) کے فنڈز بھی اس کو ملے ہوئے ہیں، کل پورے ایوان کے سامنے کہہ رہا تھا کہ میں حلقے کے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے انچاس لاکھ روپے یہاں پہ ملے ہوئے ہیں، یہ کیسی بات ہے؟ اپوزیشن ممبران صاحبان کو کچھ اور بتایا جاتا ہے، ان کو کچھ اور کہا جاتا ہے، بیچ میں پورے بنوں کا وہاں سے ریکارڈ لے لیں، ڈیپارٹمنٹ سے ریکارڈ لے لیں، خود ان کو پتہ چل جائے گا کہ ان

کو سکیمیں مل رہی ہیں کہ نہیں مل رہی ہیں؟ یہ میرے خیال میں ان پہ سیاست کر رہے ہیں، ان باتوں پہ کر رہے ہیں کہ مجھے کچھ نہیں مل رہا، سب کچھ ان کو مل رہا ہے لیکن بات یہ نہیں ہے، وہاں پہ مسئلے مسائل ہیں، میں آج بھی اس ایوان کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ جب آپ کو 2008ء میں لوگوں نے PK-88 سے Select کروایا یا Elect کروایا تو آپ نے اس دور حکومت میں PK-88 کے ترقیاتی فنڈز کہاں پہ استعمال کئے؟ یہ بھی مجھے اس ایوان کی وساطت وہ خود بتانا پسند کرینگے، میں خود چاہونگا۔ آخر میں میں نام لینا نہیں چاہتا، کسی کی ذات پہ تنقید بار بار، یہاں پہ یہ ساری باتیں مناسب نہیں ہیں کہ ہم کسی کی ماؤں بہنوں پہ، بیٹیوں پہ بات کریں، گزارش آپ سے ہماری یہی ہو گی کہ یہ ایک ایسا فورم ہے، اس میں ہم اپنے علاقے کے، اپنے عوام کے مسائل ڈسکس کریں، ان کے لئے ہم یہاں سے کچھ لیکر جائیں تاکہ ہم کل دوبارہ اپنے حلقوں میں جائیں، لوگ ہمیں وہاں پہ جوتوں سے نہ ماریں، ایسا نہ ہو کہ ان کے دور حکومت میں جب وہ وزیر اعلیٰ تھے، میں بذات خود بار بار یہ کہتا ہوں، میں ان کے سامنے کہنا پسند کرونگا، میرا چچا یسمین جان یونین کونسل میراخیل کے ناظم تھے، تین لاکھ روپے اس کا فنڈ ہوا کرتا تھا، یہ اپوزیشن لیڈر صاحب کسی اور کے Through وہاں پر استعمال کرتے تھے، یہ مجھے اس ایوان میں بتانا مناسب سمجھیں گے، میری حکومت نے، میرے چیف منسٹر نے، میرے کسی منسٹر صاحب نے آج تک ان کے ساتھ کوئی ایسا ظلم نہیں کیا، جو میں نے فنڈ کی تفصیل بتائی، ان کے سامنے بتارہا ہوں۔۔۔۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب پختون یار خان: آخر میں ایک بات یہ ہے کہ یہ مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں، بے شک لیکن بابک صاحب، ظفر اعظم صاحب میرے اپوزیشن کے جو بھائی ہیں یا میری حکومتی بنچز کے، یہ بھی سب سارے چھوٹے تھے، آج شکر الحمدللہ اتنے بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہیں۔ میں آخر میں اپوزیشن لیڈر صاحب کے لئے Specially ایک جملہ کہنا چاہونگا کہ مٹکے کے لئے چھوٹی سی کنکری ہی کافی ہوتی ہے، شکر الحمدللہ میرے حلقے کے عوام نے میرے سپورٹروں نے، میری ماؤں اور بہنوں نے، میرے PK-88 کے غیوروں نے یہ بات 2018ء میں ثابت کر دی۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: .Thank you very much شفیق آفریدی صاحب، اس کے بعد ہمایون خان، آپ لے لیں۔ جی شفیق آفریدی صاحب۔

جناب شفیق آفریدی: تھینک یو۔ایک تو بیلنس رکھیں، یہ اپوزیشن ممبران اور اپوزیشن لیڈر گھنٹوں گھنٹوں ہم اس کو سنتے ہیں لیکن ہمیں پورا دن لگایا جاتا ہے، جب ہم ٹائم مانگتے ہیں۔ دوسرا یہ اگر بجٹ تجاویز پہ سب فوکس کریں اور To the point بات کریں تو لوگوں کی یہ سیٹیں جو خالی ہیں، اس وجہ سے لوگ بور ہو جاتے ہیں، ان کو موقع بھی نہیں ملتا، بس یہی لگے رہتے ہیں، گھنٹوں گھنٹوں تقریریں کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب شفیق آفریدی: سر، میری گزارش یہ ہے، بجٹ تجاویز کے حوالے سے ہمارے ضم اضلاع جو ہیں، یہ ایک تو بہت مشکل حالات سے گزرے ہیں، وہاں پہ بے روزگاری ہے، آج کل بہت Peak پہ، بہت ہائی لیول پہ ہے، مجھے پتہ ہے کہ یہ بے روزگاری پورے ملک کا مسئلہ ہے لیکن وہاں پہ جو عسکریت پسندی اور اس کے خلاف جو آپریشنز ہوئے ہیں، اس وجہ سے یہ بڑھی ہے۔ ادھر جو پرائیویٹ بزنسز تھے وہ بھی خراب ہوئے ہیں، اس وجہ سے ابھی آج کل ہمارے علاقے کو دیکھ لیں تو خودکشیاں بھی بڑھی ہیں، نشئی لوگوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہو رہی ہے، میری تجویز یہ ہے، مجھے پتہ ہے کہ گورنمنٹ سرکاری نوکریاں اتنی نہیں دے سکتی لیکن تجویز میری یہ ہے کہ ادھر پہ اگر ایک اکنامک زون، انڈسٹریل زون کے لئے اس بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں تو پھر یہی ہمارا جو بے روزگاری کا مسئلہ ہے، یہ اس سے حل ہو سکتا ہے، اس لئے میری تجویز کی سپورٹ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں، فنانس ڈیپارٹمنٹ سب، اگر باقی ملک میں سروے کیا جائے، جتنے انڈسٹریل زونز ہیں، Real estates ہیں، اگر اس میں دیکھا جائے تو ہمارے قبائلی لوگ ادھر بڑے بڑے Industry `owners ہیں، ہم ادھر وہ Facility دے دیں جو لاہور اور حطار انڈسٹریل اسٹیٹ میں ہے، ادھر ہمارے ہی لوگ سرمایہ کاری کر رہے ہیں، اگر یہاں پہ وہ Facility دی جائے تو ہماری بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے، ہماری اپنی مقامی Investment واپس آسکتی ہے، یہ علاقہ جو بارڈر کے ساتھ Attached ہے، Economical zone کے لئے سب سے Best یہ ایک Location بھی ہے، اس لئے میری گزارش ہے کہ انڈسٹریل زون پہ اس بجٹ میں فوکس کیا جائے، ہم زیادہ فنڈز بھی نہیں مانگتے، صرف فنانس منسٹر سے Priority مانگتے ہیں، ہمارے لوگوں کے ادھر جو مسائل ہیں، اس کے مطابق ہمیں فنڈ Allocate کیا جائے۔ دوسرا اہم جو مسئلہ ہے، انضمام جب ہو رہا تھا تو ہمارے تعلیم یافتہ

طبقے نے ہماری Youth نے اس کو سپورٹ کیا، صرف یہی لوگ تھے لیکن ان دو سالوں میں ہم اس کے لئے کچھ نہ کر سکے، ادھر کام ہو رہا ہے لیکن ادھر ہماری تعلیم کا سلسلہ، ہمارے مقامی سطح پر کالج کے لیول تک تعلیم میسر نہیں ہے، لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قبائل اپنی بچیوں کو تعلیم نہیں دیتے لیکن ادھر مسائل ہیں، ادھر کوئی ایک سکول پچاس کلومیٹر میں ہائر سیکنڈری ہوگا، میرے حلقہ باڑہ میں پچاس اور ساٹھ کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ کون طے کر سکتا ہے؟ بچیوں کے لئے ادھر ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی اس طرح نہیں ہے، میری تجویز یہ ہے کہ فری ٹرانسپورٹ کا ادھر پہ ہمارے اے آئی پی میں ایک سکیم رکھی جائے کیونکہ اتنے بڑے سکولز ہائی لیول پہ اور ہائر سیکنڈری پہ وہ ہم نہیں بنا سکتے لیکن اگر ہم فری ٹرانسپورٹ کی ایک سکیم رکھیں تو اس سے ہمارا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کیونکہ Parents کو یہ یقین ہوگا کہ Safely میری بچی جا بھی سکتی ہے اور واپس آ بھی سکتی ہے، ایک ہی میری تجویز ہے۔ دوسری، ہمارے علاقے کے لئے ڈسٹرکٹ خیبر کے لئے ہم نے ایک کیڈٹ کالج کا ڈیمانڈ کیا تھا، اگر دیکھا جائے تو ڈسٹرکٹ خیبر کے لوگ تعلیم میں سب سے پسماندہ ہیں، جنوبی اضلاع کے لوگ، اگر دیکھا جائے، ادھر سروے کیا جائے تو سب سے زیادہ تعلیم ادھر کوالٹی ایجوکیشن ملتی ہے، ادھر ایک رزمک کیڈٹ کالج ہے، ہر ضلع میں ابھی دو یا تین کیڈٹ کالجز بن رہے ہیں، ہمارا ابھی حق ہے کہ ڈسٹرکٹ خیبر کے ساتھ جو امتیازی سلوک روا کیا جا رہا ہے، ہمارے لئے بھی ایک کیڈٹ کالج کے لئے بالکل Feasibility survey کیا جائے، اس کو Ensure کیا جائے، تو یہ بھی ایک تجویز ہے۔ بنیادی ضروریات میں ہمارے پانی پینے کا مسئلہ سب سے شدید ہمارے علاقے میں ہے کیونکہ پشاور سے ہم جو Sea level سے اوپر جا رہے ہیں، تیراہ ویلی ہزاروں میٹر سے Up level پر ہے، ادھر ٹیوب ویل کامیاب نہیں ہے، میری تجویز یہ ہے کہ ادھر Gravity based یا Surface water سکیمیں رکھی جائیں کیونکہ ادھر جب ہم سروں پہ پانی لاتے ہیں، غریب لوگ تو وہ چڑھائیوں پہ چڑھ کر میلوں دور پانی لاتے ہیں۔ ہماری بنیادی کچھ گزارشات تھیں جو بجٹ میں شامل کرنی چاہئیں کیونکہ یہ ان لوگوں کی آواز ہے، جب ادھر بات کرتے ہیں، لوگ ہم سے ڈیمانڈ کرتے ہیں، اس وجہ سے اس پہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ باقی میری ریکویسٹ آخر میں یہ بھی ہے کہ بالکل اپوزیشن والوں کو بھی ٹائم دیا جائے لیکن اس کو تھوڑا یہ بھی پابند کیا جائے کہ To the point بات کریں،

یہ ذاتی حملے اور لمبی لمبی تقریریں اگر اس طرح جاری رہیں تو ہم بھی، یہ حاضری پچھلے سال میری Top پر تھی لیکن اس سال سب سے کم حاضری ہو گی، اگر اس طرح یہ ایوان چلتا رہے۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: میں تو سب سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ کم سے کم بولیں لیکن میں کیا کروں، ہمایون خان صاحب، آرہے ہیں، اب آپ کی طرف آ گئے، آرہے ہیں، اب آپ کی طرف آ گئے۔

جناب ہمایون خان: السلام علیکم۔ جناب سپیکر صاحب، بہت شکریہ۔ میں اپنے حلقے بلکہ اپنے ملاکنڈ ڈویژن کی بات بھی کروں گا، کچھ اپوزیشن لیڈر صاحب کی بھی تھوڑی وضاحت کروں گا، ہمارا خیال یہ تھا کہ اپوزیشن لیڈر صاحب پوری اپوزیشن کی نمائندگی کرتے ہیں، اس پورے صوبے کے جو اپوزیشن کے مسائل ہیں وہ بیان کرینگے، میرے خیال میں اس نے کچھ تجاویز نہیں دیں مگر کچھ اعتراضات کئے ہیں، ہمارے ساتھ آٹھ سال کی حکومت میں اس سے پہلے وہ ہمارے اپوزیشن لیڈر جو تھے، یہ 2002ء میں وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں، میرے خیال میں سینیئر پارلیمنٹرین ہیں، اس کے ساتھ ہماری ایک۔۔۔۔

جناب سپیکر: (سیکرٹری اسمبلی سے) سیکرٹری صاحب۔ (رکن اسمبلی سے) Yes, continue.

جناب ہمایون خان: اس کے ساتھ ہمارے اپوزیشن کے جو اور دوست ہیں، عوامی نیشنل پارٹی کے ہیں، مسلم لیگ کے ہیں، پیپلز پارٹی کے ہیں، وہ کافی سنجیدہ لوگ ہیں، بالکل جمہوریت پہ یقین بھی رکھتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! ذرا توجہ چاہیئے، ہماری جو دیگر اپوزیشن کی پارٹیاں ہیں وہ سنجیدہ لوگ بھی ہیں اور اس ڈیمو کریسی پہ یقین بھی کرتے ہیں، In of the House جو بات وہ کرتے ہیں وہ یہی جمہوریت کا حسن بھی ہے، یہ درانی صاحب ہمارے وزیر اعلیٰ جو رہ چکے ہیں، انہوں نے بھی ادھر حکومت چلائی ہے، بالکل Two third، بالکل اکثریت سے، مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب سے ہماری حکومت بنی ہے، یہ لوگ سڑکوں پہ احتجاج کرتے ہیں، کبھی پی ڈی ایم اے کی شکل میں، کبھی بے وقت وہ سڑکوں پہ احتجاج کرتے ہیں، حالانکہ یہی Floor ہے، یہاں پہ ان کو تجاویز دینی چاہئیں، یہ ہماری جو 2002ء سے حکومت بنی ہے، بعد میں پیپلز پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی کی مخلوط حکومت بنی ہے، اس کے ریزلٹ میں 2013ء میں ہمیں مخلوط حکومت ملی، اس کی ہماری کارکردگی کی وجہ سے 2018ء میں ہمیں Two third majority ملی، اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہماری ایک صحیح منصوبہ بندی تھی، اس طرح اب بھی ہم کر رہے ہیں،

اس طرح اگر کوئی اپوزیشن کا ایم پی اے یا کوئی اپوزیشن لیڈر یہ بات کریں کہ میرے حلقے میں سڑک ضروری ہے، سکول ضروری ہے، یہ کام کرنا چاہیئے، میرے خیال میں ہماری جتنی بھی پارٹیاں ہیں، میرے حلقے میں عوامی نیشنل پارٹی کے بھی ووٹ ہیں، مسلم لیگ کے بھی ہیں، پیپلز پارٹی کے بھی ہیں، جماعت اسلامی کے بھی ہیں، جمعیت علماء اسلام کے بھی ہیں، ان کے حلقوں میں بھی ہمارے ووٹرز ہیں، ہم کہیں سوچ بھی نہیں سکتے، ہماری حکومت یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ بنوں میں یا ڈی آئی خان میں یا چارسدہ میں، مردان میں کسی عوامی نیشنل پارٹی یا پیپلز پارٹی کے حلقے میں کام نہ کریں کیونکہ ادھر بھی اگر فرسٹ نہیں تو ہم سیکنڈ پوزیشن پہ ضرور ہیں، ہر جگہ پر، اس لئے ہماری حکومت کی منصوبہ بندی یہ ہے کہ ہم ہر ایک بندے کو پورے خیبر پختونخوا کو بمعہ ہمارے ایکس فاٹا کے Regions جو ہیں، ہم صحت سہولت کا جو کارڈ ہے، ہماری پوری آبادی کے لئے ہم Insured کر رہے ہیں، سارے لوگ، اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ کسی حلقے کے لئے نہیں ہے، ہمارے جو بڑے بڑے منصوبے ہیں، درانی صاحب تو کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کچھ 47 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں، میرے خیال میں یہ جو ڈی آئی خان تک "ایکسپریس وے" بن رہا ہے، یہ کس کا ہے؟ یہ تو ایک حلقے کے لئے نہیں ہوا تھا، اس طرح ہزارہ ریجن کے لئے جو کام ہو رہے ہیں، سنٹرل ریجن کے لئے جو ہو رہے ہیں، ملاکنڈ ڈویژن کے لئے، یہ ہم ایک سال کے لئے نہیں کر رہے ہیں، نہ ہم الیکشن کے لئے کر رہے ہیں، یہ ہم پانچ اور دس سال کی منصوبہ بندی کے لئے کر رہے ہیں، ہمارا ہر فکٹر پہ، ہر ایک سیکٹر پہ کام جاری ہے، ٹورازم پہ ہمارا جتنا فوکس ہے، اس میں میری رائے یہ ہے کہ ہزارہ ریجن اور ملاکنڈ ڈویژن یہ دونوں ٹورازم کے لئے بالکل بہترین ہیں، انٹر نیشنل ٹورازم کے لئے۔ میں اپنے حلقے کی طرف تھوڑا سا آتا ہوں، میرا حلقہ چکدرہ ادینزئی ہے جو آپ سب کو معلوم ہے، جب بھی موٹر وے کا Exit point ہے، موٹر وے، سوات موٹر وے، ایکسپریس وے جب ختم ہوتا ہے تو میرا حلقہ شروع ہو جاتا ہے، ملاکنڈ ڈویژن کا یہ Central point ہے، میں اپنے حلقے کی بات نہیں کرتا، میں وقار خان اور ساروں کی بات کرتا ہوں، ملاکنڈ ڈویژن کے لئے، چترال کی بھی بات کرتا ہوں، یہ چکدرہ اتنی اہم جگہ ہے، یہ ملاکنڈ ڈویژن کا Hub ہے، جس طرح ایبٹ آباد ہزارہ ڈویژن کا Hub ہے، گیٹ وے ہے، یہاں پہ اڑھائی ہزار سال پہلے سکندر اعظم بھی یہاں سے گزرا تھا، محمود غزنوی بھی یہاں سے گزرا ہے، بابر اور مغل بھی یہاں سے گزرے ہیں،

چر چل پیکٹ جو میرے حلقے میں واقع ہے، یہ بہت Strategic point ہے، یہاں ٹورازم کا ایک Hub ہے، ہونا چاہیئے، میری ایک تجویز ہے، آپ ذرا، یہ لوگ نوٹ فرمائیں کہ اگر چکدرہ میں ایک Tourism resort بنے جو پورے ملاکنڈ ڈویژن کو پورے پاکستان سے ملاتا ہے، یہاں پہ ایک اس طرح Resort ہونا چاہیئے جہاں پہ International tourist stay کر سکے جو سوات جانا چاہتا ہے، جو گلگت جانا چاہتا ہے، چترال اور سنٹرل ایشیاء تک، یہاں پہ ایک Tourism resort ہونا چاہیئے جو میرے حلقے کے لئے نہیں ہے مگر پورے ملاکنڈ ڈویژن کے لئے ایک انفارمیشن سنٹر بھی ہو گا۔ دوسرا، ہم جو کام کر رہے ہیں، وہ ایک حلقے کے لئے نہیں کر رہے، میری ایک تجویز یہ ہے کہ ہمارے حلقوں میں جائکا پراجیکٹ سے دو سڑکیں منظور ہوئی تھیں، بد قسمتی سے ہمارا جائکا کے ساتھ وہ Agreement نہیں ہوا، پورے صوبے میں میرے خیال میں اس طرح ہوا تھا، Kindly اس کا متبادل ورلڈ بینک سے یا کوئی دوسری آرگنائزیشن ہو، وہاں سے وہی روڈ جہاں Feasible ہو، اس کو اس میں شامل کیا جائے۔ تیسری بات، میرے حلقے میں ایک ہی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، وہاں پہ ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت چھ Dialysis units بنائے ہیں، اپنی جیبوں سے Dialysis مشینیں خریدی ہیں، 8 جون کو ہم وہاں پہ تھلیسیما سنٹر، بلڈ بینک، بلڈ ٹرانسفیوژن سنٹر کا افتتاح کر رہے ہیں، اپنے پیسوں سے کر رہے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ آپ ہماری یہ تجاویز اس طرح نہ کریں کہ حلقہ وائز کر لیں، پورے ڈویژن کے لئے ہم ایک تھلیسیما سنٹر بنا رہے ہیں، Dialysis centers بھی ہم نے بنائے ہیں، اس کے لئے معمولی سا جو ٹیکنکل سٹاف ہوتا ہے، اس کی ضرورت ہے، Kindly جو چکدرہ کا ہسپتال ہے اس کو Up-grade کیا جائے، باقی ان شاءاللہ۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Windup.

<u>جناب ہمایون خان:</u> ایک منٹ، ہمارے جتنے بھی دوست ہیں، اپوزیشن کے ممبران سے یہ سوال بھی ہے کہ آپ Kindly بالکل تسلی رکھیں، ہم پورے صوبے کے لئے ایک اچھی منصوبہ بندی کر رہے ہیں، محمود خان صاحب جو ہیں وہ ایک ڈویژن کے نہیں ہیں جس طرح پرانے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ایک ڈویژن کو فوکس کرتے تھے، اب بھی وہاں پہ لوگ محروم ہیں، بہت سے سہولتوں سے، Kindly ہم Ensure کراتے ہیں ان سب کو کہ آپ بے فکر رہیں، ہم ہر ایک سیکٹر پہ بلا کسی تفریق، بلا کسی سیاست اور بلا کسی

علاقے کے ان شاءاللہ اس کے لئے کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔2023ء میں اور 29-2028ء میں جو الیکشن ہو گا، ان میں ہمیں ان سے زیادہ مینڈیٹ ملے گا، اپنی پالیسیوں کی وجہ سے۔

Mr. Speaker: Thank you. Nisar Mohmand Sahib.

جناب نثار احمد: شکریه جناب سپیکر صاحب، ډیره مننه، زمونږه د نوی ضم اضلاع-----

ایک رکن: جناب سپیکر! کورم-----

جناب سپیکر: ایم پی اے صاحبہ نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے، Count کریں۔

(شور)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: ایک منٹ، تشریف رکھیں، ہمارا ایجنڈا ختم نہیں ہوا، 29 ممبرز ہیں، دو منٹ کے لئے۔

(شور)

جناب سپیکر: ہاؤس میں 29 ممبرز ہیں، دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ Counting کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

(شور)

جناب سپیکر: ابھی صورتحال یہ ہے، ایک منٹ مجھے سن لیں۔

(شور)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں، ابھی 28 ممبرز ہیں، یہ بجٹ بحث ہماری جاری رہے گی، یہ آپ کے نام میرے پاس پڑے ہیں، ان کو ہم Monday کو لے لیں گے، اس بحث کو Conclude کریں گے، یہ جو آپ کی چل رہی ہے۔

The sitting is adjourned till 02:00 PM, of Monday, 7th June 2021.

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 07جون 2021ءبعداز دوپہر دو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)